

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا
بِشُكِّ اللَّهِ نَزَلَ مُوْمِنُونَ بِرُبِّهِمْ بَرَّحَانِ كَيْفَ انْهَضَ رَسُوْلٌ بِمِجْدٍ دِيَا -

میلاد شریف کے فیوض و برکات

تالیف: امام محمد بن حنفیہ الکتانی رحمہ اللہ

ترجمہ: شیخ حواشی

علامہ پروفیسر محمد شہزاد محمد دیوبند

دارالخلاص

میلا دشریف کے فیوض و برکات

ترجمہ

الْيُمْنُ وَالْأَسْعَادُ بِمَوْلِدِ خَيْرِ الْعِبَادِ

امام محمد بن جعفر الکتانی قدس سرہ (م ۱۳۳۵ھ)

سیرت طیبہ کا ایمان افروز رس

ترجمہ : تخریج : حواشی

علامہ پروفیسر محمد شہزاد مجتہد دی

دارالاحلاص، ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور

باسمہ تعالیٰ

سلسلہ تالیفات نمبر 7

نام کتاب	:	میلا و شریف کے فیوض و برکات
مصنف	:	امام محمد بن جعفر الکنتانی رحمہ اللہ
مترجم	:	علامہ پروفیسر محمد شہزاد مجتہد دی سیفی
صفحات	:	128
تعداد	:	1100
تاریخ طباعت	:	محرم الحرام ۱۴۲۳ھ / مارچ ۲۰۰۲ء
ناشر	:	دارالاحلاص، ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور
		(گلی نمبر ۱۹، نزد چوک برف خانہ)

For More Books Click On
Ghulam Safdar
Muhammadi Saifi

ملنے کا پتہ:

دارالاحلاص، ۴۹۔ ریلوے روڈ، لاہور

Web Site: www.daarulikhlas.cjb.net

E.mail: msmujaddidi@hotmail.com

✽۔ فقط پروفیسر حضرت مرشدی مبارک دامت برکاتہم کسارشادی تعمیل میں لکھا گیا ہے۔ مجتہد دی

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
5	انتساب	۱
6	تقدیم	۲
22	پیش گفتار	۳
28	فصل اول	
	♦۔ اوّل الخلق علیہ السلام	۴
32	فصل دوم	۵
	♦۔ ظہور تجلیات نبوت	
35	فصل سوم	۶
	♦۔ تحویل نوز رسالت	
38	فصل چہارم	۷
	♦۔ سیدہ آمنہ کی آغوش میں	
42	فصل پنجم	۸
	♦۔ سرکار چلے آتے ہیں	
49	فصل ششم	۹
	♦۔ محفل میلا شریف	
55	فصل ہفتم	۱۰
	♦۔ اللہ کے احسان عظیم کی تعظیم	
65	فصل ہشتم	۱۱
	♦۔ صبح شب ولادت	

75	فصل نہم	۱۲
	♦ اللہ اللہ وہ بچنے کی پھین	
83	فصل دہم	۱۳
	♦ حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم	
98	فصل یازدہم	۱۴
	♦ کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصاف حمیدہ	
105	فصل بارز دہم	۱۵
	♦ تاجداروں کا آقا ہمارا نبی ﷺ	
113	فصل سیزدہم	۱۶
	♦ ایمان کی جان	
123	فصل چھار دہم	۱۷
	♦ دعاء۔ صلوٰۃ و سلام	

For More Books
Click On Ghulam
Safdar
Muhammadi
Saifi



﴿انتساب﴾

حرم نبوی کی مقدس و منور فضاؤں میں
 ماہِ رَمَضَانَ کی ستائیسویں شب کے
 آخری لمحات میں مل کر جدا ہو جانے والے
 پیکرِ اخلاص عربِ نوجوان کے نام !
 جس کا اسم گرامی ”محمد“ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

از علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد حضرات انبیاء علیہم السلام کا میلاد بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ان کی ولادت، آمد، بچپن، دایہ اور دودھ پینے تک کے واقعات کا تذکرہ موجود ہے۔ مثلاً سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے بارے میں قرآن کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہ چیزیں بڑی واضح طور پر ملیں گی۔

۱۔ ان کی ولادت کے خوف کی وجہ سے بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل۔

۲۔ بنی اسرائیل کی بچیوں کو باقی رکھنا۔

۳۔ ولادت کے موقع پر والدہ کا دودھ پینا۔ ارشاد فرمایا:

و اوحینا الی ام موسیٰ ان از ضعیفہ

ہم نے موسیٰ کی والدہ کو انہیں دودھ پلانے کا حکم دیا۔

۴۔ پھر انہیں سمندر میں بہا دینے کا تذکرہ ہے۔

والمقیہ فی الیم

پھر انہیں سمندر میں ڈال دو۔

۵۔ والدہ کو فرمایا تم نے خوف و حزن نہیں کرا کر۔

ولا تخافی ولا تحزنی فان اھوہ الیک وجاعلوه من المرسلین۔

نہ خوف کرنا اور نہ غم، ہم انہیں تمہاری طرف لوٹا دیں گے اور اپنا رسول بنائیں گے۔

۶۔ فرعون کے اٹھانے کا تذکرہ ہے۔

فالتقطہ آل فرعون۔ فرعون کے لوگوں نے بچے کو پکڑ لیا۔

۷۔ فرعون کی بیوی نے آپ سے پیار کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

قوت عین لی ولک۔ یہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

۸۔ اسے قتل نہ کرنا بلکہ بیٹا بنالیں۔

عسی ان ینفعنا ولننخذہ ولد
ممکن ہے یہ ہمیں فائدہ دے یا ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

۹۔ بعد میں والدہ کی پریشانی کا تذکرہ۔

واصبح فوادام موسیٰ فرغا۔ موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا۔

۱۰۔ پیچھے پیچھے ہمشیرہ کو جانے کا حکم۔

وقالت لاخنتہ قصیدہ والدہ نے موسیٰ کی ہمشیرہ کو پیچھے جانے کا کہا۔

۱۱۔ ہمشیرہ کے پیچھے جانے کا انداز بیان کیا۔

فبصرت بہ عن جنبہ وہم لایشعرون

وہ موسیٰ کو دور ہی دور سے دیکھتی رہی اور فرعونوں کو اس کا علم نہ ہوا۔

۱۲۔ دایوں اور ان کا دودھ نہ پینے کا تذکرہ۔

وحر مناعلیہ المراضع من قبل ہم نے موسیٰ پر دایوں کا دودھ حرام کر دیا۔

۱۳۔ ہمشیرہ کی نشاندہی و رہنمائی۔

هل اذکم علی اهل بیت یکفلونہ لکم وہم لہ ناصحون

کیا میں تمہیں ایسا گھرتا دوں جو اس بچہ کی تمہارے لئے پرورش کرے اور اس

بچے کے خیر خواہ بھی ہوں۔

۱۴۔ والدہ کے پاس واپسی کا ذکر۔

فرددنہ الی امہ پس ہم نے انہیں ان کی ماں کی طرف لوٹا دیا۔

۱۵۔ واپسی کی حکمت۔

کی تفرعینہا تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

۱۶۔ آپ کی جوانی کا ذکر۔

ولما بلغ اشدہ واستوی جب موسیٰ جوان ہوئے اور پورے توانا ہو گئے۔
۱۷۔ شہر میں داخلہ۔

ودخل المدینۃ علی حین موسیٰ شہر میں ایسے وقت داخل ہوئے۔
۱۸۔ ان کے سامنے دو آدمیوں کا لڑنا۔

فوجد فیہا رجلین یقتلین تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔
۱۹۔ مٹے سے آدمی کا مرجانا۔

فوکرہ موسیٰ ففرضی علیہ موسیٰ نے مکا مارا جس سے اس کا کام ہو گیا۔
۲۰۔ معافی کی دعا۔

رَبِّ اَنِی ظَلَمْتُ نَفْسِی فاغفر لی
میرے رب میں زیادتی کر بیٹھا ہوں مجھے معاف فرمادے۔
۲۱۔ شہر میں خبر لینے کے لئے داخل ہونا۔

فاصبح فی المدینۃ خائفًا یترقب حالت اندیشہ میں خبر لینے شہر گئے۔
۲۲۔ آدمی آکر قتل کی اطلاع دینا۔

وجاء رجل من اقصى المدینۃ یسعی قال یموسیٰ ان الملاء یاتمرون
بک یقتلوک

شہر کے آخری کونے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا اے موسیٰ یہاں کے
سردار تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔

۲۳۔ وہاں سے مدین روانگی۔

ولما توجه تلقاء مدین اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوئے۔
۲۴۔ مدین کے کنوئیں پہ۔

ولما ورد ماء مدین۔
مدین کے پانی پہ پہنچے۔

۲۵۔ لوگوں کی جماعت دیکھی۔

وجد علیہ امة من الناس یسقون
لوگوں کی ایک جماعت وہاں پانی پلا رہی تھی۔

۲۶۔ وہاں دو خواتین بھی تھیں۔

ووجد من دونہم امرأتین تذودان
دو خواتین الگ تھیں جو جانوروں کو روک رہی تھیں۔

۲۷۔ حال پوچھا تو انہوں نے بتایا۔

وابونا شیخ کبیر ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔

۲۸۔ ان کی بکریوں کو پانی پلایا۔

فسقی لہم اثم تولی الی الظل
ان کے جانوروں کو پلایا اور سائے کی طرف تھے۔

۲۹۔ ایک خاتون کا آنا۔

فجاءتہ تمشی علی استحياء

ان میں سے ایک خاتون پیکر حیا بن کر آئی۔

۳۰۔ اپنے والد گرامی کا پیغام پہنچایا۔ ان ابی یدعوک لیجزیک

میرے والد آپ کو اجرت دینے کے لئے بلارہے ہیں۔

۳۱۔ حضرت شعیب کو واقعہ سنایا۔

فلما جاءہ وقص علیہ القصص موئی ان کے پاس گئے اور سارا ماجرا سنایا۔

۳۲۔ بیٹی کا مشورہ دینا۔

یابت استاجرہ آپ انہیں اپنے پاس ملازم رکھ لیں۔

۳۳۔ حضرت شعیب کا پیغام نکاح دینا۔

- انی اربدا ان انکحک میں تمہارے ساتھ بیٹی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔
- ۳۴۔ آٹھ سال کی مدت کا تعین۔ علی ان فاجر لی ثمانی حجج اس پر یہ کہ آپ آٹھ سال میرا ہاتھ بنائیں گے۔
- ۳۵۔ وہاں سے اہلیہ کے ساتھ واپسی۔
- وسار باہلہ اپنے اہل کو لے کر چلے۔
- ۳۶۔ آگ دیکھنا۔
- انس من جانب الطور ناراً تو کوہ طور کی طرف آگ دیکھی۔
- ۳۷۔ آگ لینے جانا۔ انی جذوة من النار آگ کا انگارہ لاؤں۔
- ۳۸۔ درخت سے آواز کا سننا۔
- انی انا اللہ رب العالمین میں ہی اللہ ہوں سارے جہانوں کا پروردگار
- ۳۹۔ جوتے اتار دو۔ فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس نعلین اتار دو تم وادی مقدس میں ہو۔
- ۴۰۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟
- وما تلک بیمینک یموسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟
- ۴۱۔ یہ عصا ہے۔ ہی عصای یہ میرا عصا ہے۔
- ۴۲۔ اسے زمین پر پھینکو۔ القہا یموسیٰ اے موسیٰ اسے پھینکو۔
- ۴۳۔ عصا کا سانپ بننا۔ فاذا ہی حیة وہ سانپ بن گیا۔
- ۴۴۔ جاؤ فرعون کے پاس۔

اذھب الی فرعون انه طغی جاؤ فرعون کی طرف وہ سرکش ہو گیا۔

اس کے بعد سورۃ طہ اور قصص کا مطالعہ کریں آپ کو ایک ایک چیز کا بیان ملے گا، اسی طرح آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ سورۃ مریم میں پڑھیں۔ سیدہ مریم سلام اللہ

علیہا کے شکم و رحم میں آپ کی تشریف آوری سے لے کر ولادت اور چھوٹے سے لے کر وصال تک کا تذکرہ ملے گا۔ اسی طرح اس ذات اقدس نے قرآن کریم میں جا بجا اپنے محبوب ﷺ کی عظمتوں کے بیان کے ساتھ ساتھ میلا دکا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

۱۔ ولادت سے پہلے کا ذکر۔ وَتَقْلِبُكَ فِي السَّاجِدِينَ

اور تمہارے اہل ایمان میں منتقل ہونے کو بھی دیکھتا ہے۔

۲۔ ولادت کا ذکر۔ وَالِدُو مَا وَلَدَ اور والد کی قسم اور مولود کی۔

۳۔ بچپن کا ذکر۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاْوَىٰ

کیا نہیں پایا اس نے تمہیں یتیم تو پناہ دی۔

۴۔ جوانی کا ذکر۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ میں اتنی عمر سے تمہارے اندر رہوں۔

۵۔ تمام عمر کا تذکرہ۔ لَعَمْرُكَ اَنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ بِعَمَهُونَ

آپ کی ساری عمر کی قسم وہ نشے میں مدہوش تھے۔

نیز آپ کے اعضاء شریفہ کا ذکر، آپ سے نسبت رکھنے والی اشیاء کا ذکر، آپ کے شہر، مکہ مکرمہ، دوست و احباب کا ذکر وغیرہ۔ کیا تمام تذکار واضح نہیں کر دیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کے میلا دکا تذکرہ، اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کے ہاں نہایت پسندیدہ عمل ہے یہی وجہ ہے کہ روز اول سے ابد تک آپ کا تذکرہ جاری و ساری ہے۔ بلکہ آپ کو یہ مقام بخشا: اِذَا دُكِرْتُ ذُكِرْتُ مَعِيَ

جب میرا ذکر ہو گا وہاں میرے ساتھ حبیب تمہارا بھی ذکر ہو گا۔

بچے کی ولادت سے لے کر دخول جنت اور بعد تک کوئی موقع ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے محبوب نبی کا تذکرہ نہ ہو۔ امت مسلمہ کی کس قدر خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے حبیب کا ذکر کرنا نصیب رہتا ہے۔ محافل میلاد النبی مقدس تذکار سے معمور

ہوتی ہیں۔ اسی سنت الہیہ پر عمل کرتے ہوئے ہر دور کے اہل علم نے اس مقدس موضوع پر لکھ کر اپنے اپنے ایمان کی جلا اور دنیا و آخرت میں حصول سرخروئی کا سامان کیا۔

کتاب کا حصول:

آج سے دو سال قبل محترم امجد علی چشتی کاموکنی والے بغداد و حرمین سے زیارات کے بعد واپس آئے تو انہوں نے بندہ کو یہ کتاب "اليسمن والاسعاد بمولد خير العباد" بطور تحفہ یہ کہتے ہوئے دی کہ میلا شریف پر لکھنا اور اس موضوع پر کتب کی اشاعت آپ کا محبوب مشغلہ ہے اس لئے میں وہاں سے یہ کتاب آپ کے لئے لایا ہوں۔ کتاب دیکھ کر نہایت ہی دلی سکون میسر آیا کیونکہ کافی عرصہ سے اس کا نام سنا تھا مگر کتاب دستیاب نہ تھی، ان کا شکر یہ ادا کیا اور خیال کیا کہ موقع ملا تو اس کے ترجمہ کی سعادت خود حاصل کروں گا یا کسی اہل علم دوست سے اس کام کے لیے عرض کروں گا۔

کتاب کا ترجمہ:

بھم اللہ، یہ سعادت نامور عالم علامہ محمد شہزاد مجددی سیفی کے لئے مقدر تھی، ایک دن بندہ کے ہاں تشریف لائے۔ کتاب دیکھی، خوش ہوئے اور ترجمہ کے لئے ساتھ لے گئے، میرا احساس ہے چونکہ مصنف نہایت صاحب ذوق تھے اس لئے ایسے ہی مترجم کی ضرورت و انتظار تھی جسے اللہ تعالیٰ نے محترم مجددی صاحب کی صورت میں پورا فرمایا، اللہ تعالیٰ کے فضل و لطف سے موصوف بھی اعلیٰ علمی ذوق کے مالک ہیں، ان کے ترجمہ کی ہر سطر بلکہ ہر لفظ اس پر شاہد ہے، انہوں نے نہ صرف مصنف کے ذوق کو آشکار کیا ہے بلکہ میلا شریف پر پڑھنے والوں کو وجد آفریں تحریر و مواد بھی دیا ہے۔ ان کے ترجمہ سے محبت و شوق کا اندازہ یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ صرف ترجمہ ہی نہیں کیا بلکہ ساتھ ساتھ مصنف کے دیئے ہوئے حوالہ جات کی تخریج بھی کروئی جس سے کتاب کے مقام میں خوب اضافہ ہو گیا ہے۔ علامہ مجددی

صرف صاحب علم و فضل ہی نہیں بلکہ مخلص اور پاشعور فرد ہیں، وہ معاشرہ میں اعلیٰ اقدار کے حصول کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر اسی منزل کے حصول کے لئے وقف ہیں، ایسے افراد ہمارے لئے غنیمت ہیں۔ ان کی دیگر تصانیف و تراجم بھی قابل دید و مطالعہ ہیں:

مترجم کی تالیفات و تراجم:

- ۱۔ کشف الالتباس فی استجاب اللباس، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:
اس مختصر اور جامع فارسی تالیف کا ترجمہ دسمبر ۱۹۹۶ء میں سنی لٹریچر سوسائٹی، لاہور اور بعد ازاں "لباس نبوی" کے عنوان سے جوہر آباد، خوشاب سے شائع ہوا۔
- ۲۔ جذب و وجد از مولانا محمد ابراہیم افغانی کی فارسی تحریر کا اردو ترجمہ جو سنی لٹریچر سوسائٹی، لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔
- ۳۔ عرفان ذات:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف "نفۃ المصدور" کا اردو ترجمہ جولائی ۱۹۹۹ء اور مارچ ۲۰۰۰ء میں دارالافتاء اور سنی لٹریچر سوسائٹی کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس کا مبسوط علمی و تحقیقی مقدمہ ایک الگ مستقل مضمون کی صورت میں ماہنامہ "سوئے حجاز" اور دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور کی سہ ماہی "منہاج" میں بھی شائع ہوا۔

۴۔ نماز اور حضور ﷺ کی دعاء:

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف عربی میں "التحفة المرغوبة فی افضلیۃ الدعاء بعد المکتوبہ" کا اردو ترجمہ جواپریل ۱۹۹۹ء میں طبع ہوا اور بعد ازاں حضرت حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کی تحریک پر ان کی مختصر تقریظ کے ساتھ مارچ ۲۰۰۰ء میں دوبارہ سنی لٹریچر سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

۵۔ فضائل دستار: افغانستان کے نامور اور جید عالم دین حضرت علامہ ابو الاسفار علی محمد بلخی کی تصنیف ہے۔ حضرت شیخ المشائخ پیرا خندزادہ سیف الرحمن صاحب مبارک دامت برکاتہم العالیہ کے ارشاد کی تعمیل میں جولائی ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔

۶۔ مہر خراسان: مجموعہ مناقب: منظوم فارسی

اپنے پیر و مرشد کی شان میں لکھے گئے فارسی قصائد و مناقب کا مجموعہ ہے جو اکتوبر ۱۹۹۵ء میں شائع ہوا۔

۷۔ اربعین سیفی: چالیس احادیث کا مجموعہ ہے، جس میں ہر حدیث کا ترجمہ فارسی لہجہ میں کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی مختصر شرح اردو میں کر دی گئی ہے۔

۸۔ حریص "علینا": (مجموعہ نعت) علامہ محمد شہزاد مجددی صاحب کا نعتیہ کلام جو قرطاس پبلشرز کے زیر اہتمام ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔

۹۔ فضائل و برکات سورۃ فاتحہ جو بعد میں "اربعین فاتحہ" کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہ سورۃ فاتحہ کے فضائل پر مشتمل چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جس کے متعدد ایڈیشن طبع ہوئے۔

۱۰۔ نوافل کی جماعت مکروہ ہے: فقہ حنفی کی روشنی میں کی گئی اس تحقیق کے بھی متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔

۱۱۔ ثناء کا موسم: مجموعہ نعت: زیر طبع ہے۔

علاوہ ازیں متعدد علمی و تحقیقی مضامین اور مقدمے جو مختلف جرائد و رسائل اور تالیفات میں شائع ہو کر اہل علم تک پہنچے۔

کچھ مصنف کے بارے میں:

مصنف کا تعلق سلسلہ ادریسیہ کے سربراہ حجۃ الاسلام امام ادریس کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہے اس خاندان نے مغرب میں اسلام کی جو خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان کا اسم گرامی سید محمد اور والد گرامی کا نام سید جعفر الکتانی رحمۃ اللہ علیہ

ہے، مصنف کے معاصر عالم مغرب کے عظیم محدث شیخ بدرالدین حسنی آپ کے بارے میں فرماتے ہیں، اللہ کی قسم:

انما رأیت ولا سمعت بمثل هذا الرجل (مقدمہ کتاب ۶)

میں نے ان جیسا صاحب علم و فضل نہ دیکھا اور نہ سنا

علماء مغرب میں سے ایک عالم آپ کی شان میں کہتے ہیں، سیدی محمد اللہ کی قسم:

ما عهدناك فعلت خلاف الاولیٰ منذ طفولتك الی ان اختارک مولاک۔

ہم نے بچپن سے وصال تک تمہیں خلاف اولیٰ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(ایضاً: ۶)

شیخ غماری کے ہاں مصنف کا مقام:

عالم اسلام کے عظیم محدث شیخ ابوالفضل عبداللہ صدیق غماری رحمہ اللہ، مصنف سے اپنی ملاقات اور زیارت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میری زندگی کی ایک عظیم نیکی یہ ہے کہ میں نے ان کی زیارت کا شرف پایا ہے۔

بڑی طویل مدت کے بعد علامہ، محدث، ولی، عالم سیدی محمد بن جعفر الکلتانی اپنے وطن فاس تشریف لائے لوگوں نے بڑھ چڑھ کر ان کا استقبال کیا، ان کی زیارت کے لئے تمام ائمہ آئے اور ان کی واپسی کی مبارک بادیاں دینے لگے اور وہ دن عید کا سماں تھا۔ میں نے بھی ان کی زیارت کی، اس سے پہلے بھی ان کے ہاں میرا آنا جانا تھا۔ مجھے چار پائی پر ساتھ بٹھاتے، کھانا کھلاتے اور بعض اوقات اپنے مبارک ہاتھ سے بھی لقمہ کھلاتے، میرے والد گرامی اور ان کے درمیان بڑی محبت کا رشتہ تھا، حتیٰ کہ جب رمضان المبارک ۱۳۴۵ھ میں ان کا وصال ہوا تو میں طنخہ میں تھا تو میرے والد گرامی بہت روئے اور ان کی جدائی پر غمگین ہوئے اور اس کا اثر ان پر کافی مدت رہا میں اپنی زندگی کی عظیم نیکیوں میں سے یہ شمار کرتا ہوں کہ مجھے ان دو عظیم اماموں کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ جن کی نظیر ہمارے دور بلکہ اس

سے پہلے بھی نہیں، نہ علم میں نہ ورع میں، اور نہ ولایت و کردار میں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ان کی رضا سے ہمیں بھی نفع مند فرمائے۔

(سہل التوفیق فی ترجمۃ عبد اللہ بن الصدیق، ۲۰)

آگے چل کر ان کے صاحبزادہ سے ملاقات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

میں نے فاس کا سفر کیا:

فكنت ازاء العلامة سيدي الزمزمي ابن سيدي محمد بن جعفر

وكان يطلعني على مؤلفات والده ومنها كتاب العلم النبوي وهو في جزئين

بخط الدقيق الواضح۔

اور علامہ سیدی زمزمی بن محمد سیدی محمد بن جعفر سے ملاقات کی انہوں نے بھی مجھے

اپنے والد گرامی کی بعض تصانیف بھی دکھائیں، ان میں دو جلدوں پر مشتمل کتاب تھی جس کا

نام ”العلم النبوی“ تھا جو نہایت ہی واضح لیکن باریک خط میں تحریر تھی۔

(سہل التوفیق فی ترجمۃ عبد اللہ بن الصدیق، ۲۱)

نیچے مصنف کی کتب کی فہرست ہے اس میں تصوف کے عنوان کے تحت اس کتاب

کا نام ”جلاء القلوب فی العلم المحمدی“ تحریر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ تین

اجزاء پر مشتمل ہے اور خود مصنف نے اس کے بارے میں لکھا:

ان لم اصبق الى مثله وضعا وتحريرا

ایسی کتاب اس سے پہلے تحریر نہیں کی گئی۔

مصنف کی دیگر تصانیف

حضرت امام سید محمد بن جعفر الکتانی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۳۵ھ) نے تفسیر، حدیث،

فقہ، تصوف، عقائد، تاریخ اور ادب جیسے وسیع موضوعات پر گرا نقدر علمی تصنیفات چھوڑی

ہیں۔ ان کی مطبوعہ کتب کی فہرست درج ذیل ہے:-

(۱) علم حدیث:

- ۱۔ الرسالة المستطرفة ۲۔ شفاء الاسقام ۳۔ بلوغ المرام والقصد۔
- ۴۔ النظم المتنائر فی الحدیث المتواتر ۵۔ اسعاف الراغب۔
- ۶۔ نیل المنیٰ والسؤل بمعراج الرسول ۷۔ الدعامة فی احکام العمامة۔
- ۸۔ الاقاویل المفصلة ببيان حدیث البسملة۔
- ۹۔ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد (کتاب لہذا، جس کا ترجمہ آپ کے پیش نظر ہے۔)

ب۔ مواعظ و نصائح:

- ۱۔ النصیحة فی دعوة المسلمین للجهاد۔
 - ۲۔ ارشاد المالک لما یجب علیہ من مورساة الهالک۔
- ج۔ علم تاریخ:

- ۱۔ الازهار العاطرة الانفاس فی مناقب ادريس بن ادريس بنی فاس۔
- ۲۔ سلوة الانفاس فی اعیان فاس۔

غیر مطبوعہ تصنیفات

علم تفسیر:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لیس البران تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب" کی تفسیر میں رسالہ۔
- ۲۔ سورة الاخلاص اور معوذتین کی تفسیر۔

۳۔ آیہ کریمہ ”انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت“ کی تفسیر میں مستقل رسالہ۔

علم حدیث:

۱۔ تعجیل البشارة للعامل بالاستخارة۔ مصنف فرماتے ہیں، یہ میری پہلی تصنیف ہے۔

۲۔ رسالة فی تكلمه علیه الصلوة والسلام بغير اللغة العربية۔

۳۔ رسالة فیما لا یسع المحدث جهله۔ ۴۔ شرح ختم موطا مالک۔

۵۔ شرح ختم صحیح البخاری۔ ۶۔ شرح ختم صحیح مسلم۔

۷۔ شرح ختم الشمائل النبویة۔ ۸۔ شرح ختم اول ترجمة من

جامع الترمذی۔

۹۔ تخريج احادیث الشهاب القضاعي (ناکمل)۔

۱۰۔ مسلسللات حدیثیة اولیٰ۔ ۱۱۔ مسلسللات حدیثیة ثانیة۔

۱۲۔ اجازة فی اسانید الكتب الست وغیرہا فی کراستین۔

۱۳۔ اجازة فی تراجم شیوخ لہ۔ ۱۴۔ اجازة فیہا عدة فہارس۔

علم فقہ:

۱۔ سلوک السیل الواضح لیبان أن القبضة فی الصلوات کلہا مشہور و راجح۔

۲۔ ارشاد العلوم لمابہ العمل بالصیام۔

۳۔ رفع الملامة ودفع الاعتساف عن المالکی اذا بسمل فی الفریضة

خروجاً من الخلاف۔

۴۔ رسالة فی لبس الحریر۔ ۵۔ رسالة فی حکم الساعات الذهبیة۔

- ۶۔ رسالہ فی اقوال الفقہاء فی الحریر۔
 - ۷۔ حاشیہ فی شرح سیادہ الصغیر للمرشد المعین (تاکمل)
 - ۸۔ حاشیہ فی شرح الجامع المنسوب لخلیل القادری۔
 - ۹۔ رسالہ فی حکم صلوٰۃ الجمعة لمن سافر دون مسافة القصر۔
 - ۱۰۔ رسالہ فی احکام نسویۃ الحیض وغیرہ۔
 - ۱۱۔ رسالہ فیما یعملہ المقیم ببلد لا ینقطع عنها الغیم فی اکثر الاوقات بحیث لا یتأتی فیہا رؤیۃ الهلال۔
 - ۱۲۔ رسالہ فی حکم السیادۃ فی الاسم النبوی۔
 - ۱۳۔ رسالہ فی حکم الخز و حقیقتہ و حکم مالیس بہ الخز مما خلط فیہ الحریر بغیرہ۔
 - ۱۴۔ رسالہ فی مسائل خمس متعلقۃ بالعید۔
 - ۱۵۔ رسالہ فی مسائل ثلاث متعلقۃ بالعید۔
- علم تصوف:
- ۱۔ نصرۃ ذوی العرفان فیما حدثوہ لذكر الہیلۃ من الطبوع والالھان۔
 - ۲۔ شرح علی دلائل الخیرات (تاکمل)
 - ۳۔ للعارف باللہ الحاج المفضل البقالی فی طریقۃ للخاصۃ الخاصۃ۔
 - ۴۔ رسالہ فی البسملة علی طریق الاشارة الی الجناۃ المحمدی۔
 - ۵۔ رسالہ فی مسائل متعلقۃ بسلب الارادۃ۔
 - ۶۔ رسالہ فی الختم المحمدی۔

۷۔ جلاء القلوب فی العلم المحمدی (۳۔ مجلدات)

اس کے بارے میں مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اس موضوع پر ایسی مفید اور جامع کتاب اس سے پہلے تحریری شکل میں میری نظر سے نہیں گزری۔“

علم عقائد: البیان لما یرجع الأحوال المکلفین فی عقائد الایمان۔

علم التاريخ: الرحلة السامیة لمصر والاسکندریة والحجاز والبلاد

الشامیة۔

۲۔ النبذة فی تاریخ العائلة الکتانیة۔

علم الاجتماع:

۱۔ نصیحة اهل الاسلام بما یدفع عنهم ذاء الکفرة اللثام۔

۲۔ رسالة فی حکم الاحتماء بالنصارى۔

۳۔ رسالة فی آداب الدخول بالزوجة۔

۴۔ رسالة فی وجوب تناصر المسلمین علی أعدائهم الکافرین۔

۵۔ رسالة فی تعاطی الأعشاب الخیثة۔

۶۔ اعلان الحجة واقامة البرهان علی منع ماعم ونشامن استعمال الدخان۔

علم الادب:

۱۔ شرح کتاب للسلطان مولای محمد العلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۲۔ مجموعۃ خطب (جامع ابوالخویش دین دینے گئے خطبوں کا مجموعہ)

۳۔ مجموعۃ رسائل السروية واجتماعیة سائلأ فیہا اومجیبأ۔ (مکاتیب کا

مجموعہ، جو علمی و معاشرتی مسائل کے حوالے سے اہل خاندان، تلامذہ و طلباء اور عقیدت مند

علماء کے نام لکھے گئے خطوط پر مشتمل ہے۔ اس مجموعہ میں مصنف اور سلطان عبدالحمید العلوی،

الامیر محمد بن عبدالکریم الخطابی، ملک عبدالعزیز آل سعود اور امیر احمد الشریف السوسی وغیرہم کے مابین ہونے والی تحریری مراسلت بھی شامل ہے۔

آخر میں دعا ہے اللہ تعالیٰ مصنف اور مترجم دونوں کو اس عمل مفید پر اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت کی سرشاریاں عطا فرمائے۔ میلاد النبی ﷺ کی بہار کی برکت سے ہم سب کے ایمان کو بہار نصیب کرے۔ آمین۔

الفقیر الی اللہ

محمد خان قادری

خادم کاروان اسلام

۳۰ رزی الحجۃ ۱۴۲۲ھ بروز جمعۃ المبارک

بوقت پورے گیارہ بجے دن

For More Books
Click On
Ghulam Safdar
Muhammadi
Saifi

پیش گفتار

میلا دلتھی ﷺ کے عنوان سے کتب و رسائل لکھنے کا سلسلہ ائمہ اہمت میں صد ہا سال سے جاری و ساری ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام میں سے کچھ اہل سعادت نے سیرت نویسی کا باقاعدہ التزام و اہتمام فرما کر اسے مستقل علم اور فن کی صورت میں متعارف کروایا، چنانچہ ان کے علاوہ مستفیدین سے ہوتا ہوا یہ فیضان اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے چاہنے والے عام افراد تک پہنچا۔

دور صحابہ کرام علیہم الرضوان میں جن بزرگ شخصیات نے سیرت و مغازی کے علم کو تدریسی انداز میں پھیلا یا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:-

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ آپ کی مجلس تدریس کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضری دیتے، آپ شام کو پورا وقت ہمارے سامنے مغازی (سیرت) بیان کرتے، انہوں نے اس سلسلے میں اتنا لکھا کہ وہ ایک اونٹ کا بوجھ بن سکتا تھا۔
(مقدمہ مغازی رسول اللہ: ص ۳۲)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما (وفات ۶۳ھ)

ایسے جلیل القدر صحابی ہیں جو عمر کے اعتبار سے حضرت عبداللہ ابن عباس سے بڑے ہیں۔ انہوں نے بہت سے غزوات اور دوسرے واقعات و حوادث کا سیرت کے متعلق تحریری سرمایہ فراہم کیا۔
(مقدمہ مغازی: ص ۳۲)

۳۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ ۷۴ھ میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ انہوں نے مغازی رسول اللہ ﷺ

سے متعلق بہت کچھ طاءء کروایا۔ آپ کے پاس سیرت طیبہ کا وافر سرمایہ تحریری شکل میں موجود تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بعد تابعین نے بھی اس فن سیرت کے فروغ میں معتد بہ حصہ لیا اور نہایت دلچسپی اور اخلاص سے اس میدان میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

”ہم مغازی النبی ﷺ کو اس طرح سیکھتے جس طرح قرآن کی سورت سیکھتے۔“

الغرض تابعین نے سیرت نگاری کے فن کو باقاعدہ مرتب و مدوّن اور منظم صورت میں پیش کیا۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق سیرت طیبہ و مغازی کی پہلی باقاعدہ کتاب جلیل القدر تابعی اور امام حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ”مغازی رسول اللہ ﷺ“ ہے۔

یہ کتاب پہلی بار عربی میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الاعظمی کے مقدمہ و تحقیق کے ساتھ (۱۹۸۱ء) میں ریاض (سعودی عرب) سے شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور کے زیر اہتمام محمد سعید الرحمن علوی نے کیا جو اس ادارے کی طرف سے ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۲—۹۳ھ) مدینہ کے سات بڑے فقہاء میں سے ایک تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی ان سے فتویٰ پوچھتے اور دینی مسائل میں رہنمائی لیتے تھے۔ آپ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے اور قابل شاگرد تھے۔

ان کے علاوہ: (۲) امام عامر بن شریک الشعمی (۱۹—۱۰۳ھ)

(۳) مقسم مولیٰ ابن عباس (۱۰۱ھ) (۴) ابان بن عثمان (۲۰—۱۰۰ھ)

کے اسماء قابل ذکر اور سرفہرست ہیں۔

سیرت طیبہ کا ایک خاص اور لازمی جزء میلاد النبی ﷺ کا تذکرہ اور بیان بھی ہے۔

ائمہ سیرت نے اس حوالے سے مستقل کتب تحریر فرمائی ہیں۔

امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی علیہ الرحمۃ نے ”الاعلان بالتوہج“ میں

لکھا ہے:

”رسول اللہ ﷺ کے مولد (شریف) کو بہتوں نے مستقل کتابوں کا موضوع بنایا ہے۔ مثلاً:

ابوالقاسم السنیتی، ان کی ”الدرا لمعظم فی المولد المعظم“ دو جلدوں میں ہے۔

العراقی، ابن الجوزی اور ابن ناصر الدین۔ (الاعلان بالتوہج، ص: ۱۹۳، مترجم)

ہماری کتاب کے مصنف امام محمد بن جعفر کتانی علیہ الرحمۃ نے بھی میلاد شریف کے

عنوان پر لکھنے کی سعادت حاصل کرنے والے ائمہ و محدثین کی مختصر فہرست دی ہے۔

- ۱۔ حافظ ابوشامہ دمشقی الشافعی۔
- ۲۔ حافظ ابوالخیر ابن الجوزی۔
- ۳۔ شیخ الامام ابو زکریا النووی الشافعی۔
- ۴۔ الحافظ ابوالخطاب ابن دحیہ۔
- ۵۔ الحافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدمشقی۔
- ۶۔ الحافظ ابن رجب الحنبلی۔
- ۷۔ حافظ زین الدین عراقی الاثری۔
- ۸۔ حافظ امام ابن حجر عسقلانی۔
- ۹۔ حافظ جلال الدین سیوطی۔
- ۱۰۔ شیخ الامام ابوالطیب السنیتی۔
- ۱۱۔ عارف باللہ سیدی محمد بن عباد الحنفی۔
- (السنن و الاما سعادت ص: ۲۴)

علاوہ ازیں

امام ابن کثیر الدمشقی، امام ابن حجر مکی، ملا علی القاری، حضرت شاہ احمد

سعید مجتہد دی، شیخ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی، شیخ محمد بن جعفر البرزنجی، علامہ محمد عالم آسی

امر تری، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، علامہ سید احمد سعید کاشمی، شیخ ابوالحسن زید فاروقی،

مولانا نعیم اللہ خان خیالی، سید محمد بن علوی مالکی، پروفیسر مسعود احمد مجتہد دی مظہری، وغیرہم۔

کتاب ”الیمین والاسعاد“

پیش نظر کتاب ”میلا شریف کے فیوض و برکات“ جو ترجمہ ہے امام سید محمد بن جعفر کتانی علیہ الرحمۃ کی تالیف ”الیمین والاسعاد بمولد خیر العباد“ کا، نہایت بابرکت اور ایمان افروز کیفیات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

حضرت مصنف کے مقام و مرتبہ کے حوالے سے کتاب کے مقدمہ نگار لکھتے ہیں:

”مناسب ہے کہ میں حضرت مصنف (امام محمد جعفر) کا شمار ائمہ کبار میں اس انداز سے کروں کہ آپ حدیث شریف کے علم میں امام بخاری، فقہ میں امام مالک، فلسفہ و عقلیات میں امام غزالی اور تصوف کے حقائق و دقائق میں امام ابن عربی علیہم الرحمۃ کی صف سے تعلق رکھتے ہیں۔ جبکہ فہم اسلام اور حقیقت تک رسائی کے اعتبار سے آپ اپنے جدا مجد جناب رسول اللہ ﷺ کے حقیقی نائب ہیں۔

دوران ترجمہ راقم نے ایک خاص روحانی کیف محسوس کیا جو یقیناً مصنف کے کمال اخلاص اور بارگاہِ خدا و مصطفیٰ (ﷺ) میں مقبولیت کی علامات میں سے ہے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا علمی تیجر اور روحانی مقام و مرتبہ اس کتاب کے ہر حرف اور سطر سے جھلکتا ہے۔

ان کی شخصیت کا سب سے زیادہ قابل ذکر پہلو ان کا دالہانہ عشق رسول ﷺ ہے مصنف کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے کامل وابستگی اور قلبی تعلق نہایت متاثر کن ہیں۔ یہ ان کے فیضان عشق اور تاثیر توجہ کی برکت تھی کہ مجھ ایسے قلیل البہاعت سے ایسی مقبول کتاب کا ترجمہ ہو سکا۔

حضرت مصنف کا طرز تحریر ایک عاشق صادق اور عارف کامل جیسا ہے، ایک

والہانہ شوق کا عالم جو ان کے علوم و معارف اور الفاظ و حروف کی صورت اختیار کر کے قلوب و ارواح میں رچ بس جاتا ہے۔

کتاب کا مجموعی تاثر ایسا ہے جیسے ایک عظیم محدث، امام وقت، عارف باللہ سید زادہ اور قادر الکلام خطیب حلقہ عشاق اور مجمع احباب میں اپنے آقا و مولا امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کا میلا د بیان کر رہا ہے۔

شہاں و خصائل نبوی، کمالات رسالت، خلق عظیم، تذکار سیرت اور فضائل و محاسن کو احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کے مستند حوالوں سے مزین کر کے اہل فکر و نظر کے سامنے پیش کرتا جاتا ہے۔

اپنے مخاطب و قاری کو یہ نکتہ علمی و ایمانی بھی سمجھاتا ہے کہ محبوب کریم علیہ السلام کا میلا د کیسے مناتے ہیں۔ حضور ﷺ کی محفل کیسے سجاتے ہیں۔ علوم و معارف کے جوہر کیسے لٹاتے ہیں۔ حبیب حق کی نعت کیسے سناتے ہیں۔ قلب و سینہ کو مدینہ کیسے بناتے ہیں، اور میلا د کا بیان کرنے کے لیے محفل میلا د میں صرف اہل علم کو ہی بلواتے ہیں۔

جو سیرت و شمائل نبوی کا مطالعہ گہری نظر اور کمال عقیدت سے کر چکا ہو۔ بارگاہ رسالت کے آداب سے واقف ہو۔ اس پاک ذات کے پاک کلام کے اسرار و رموز اور نزاکتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔

رطب و یابس سے محفوظ رہ کر صاف ستھر اور پاکیزہ علمی و تحقیقی مواد سامعین تک منتقل کر سکتا ہو۔ نعت اور وعظ میں جہالت کا مظاہرہ کر کے بے ادبی کا مرتکب نہ ہوتا ہو۔

حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ کا احسان ہے کہ انہوں نے میلا د شریف جیسے مقدس عنوان پر کتاب لکھ کر اہل محبت کو اظہار عقیدت کا درست طریقہ اور انداز سمجھایا ہے۔

آج جبکہ محفل نعت اور محفل میلا د کا فرق و امتیاز اٹھ چکا ہے، ایسی کتابوں کی ضرورت پچھلے سے بہت زیادہ ہے۔

ہم اہل محبت کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو ہر محفل میلاد کا لازمی جزو بنا کر اس کے مضامین و مشتملات سے استفادہ کریں۔ اس علم و عشق سے لبریز صحیفے کو ہر محفل میلاد میں پڑھا اور سنا جائے تاکہ شکوک و شبہات کی دنیا میں بسنے والے یقین و اطمینان کی کیفیت سے ہمکنار ہو سکیں۔

دل بہ محبوب مجازی بستہ ایم

زیر جہت بایکدگر پیوستہ ایم

نگاہ لطف کا امیدوار

محمد شہزاد مجتہدی

۲۲ مارچ ۲۰۰۲ء

جمعۃ المبارک

دارالاحلاص، لاہور

For More Books
Click On
Ghulam Safdar
Muhammadi
Saifi



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ وَعَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ
وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

فصل اول

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا ۝
عِطْرُ اللَّهِمْ مَجَالِسَنَا بِطَيْبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَثَنَاهُ، وَمُنْ
عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً
وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

اے اللہ! ہماری محافل کو اپنے حبیب اعظم کے ذکر و نعت کی خوشبو سے معطر فرما!
اور ان کے نقش قدم کی پیروی کے شرف سے ہمیں مشرف فرما! اور حضور اکرم ﷺ اور آپ کی
آل اطہار پر درود و سلام اور برکات نازل فرما! اور ہمیں صلوٰۃ و سلام کی برکت سے گردش
زمانہ کی دستبرد سے نجات عطا فرما۔ آمین۔

تمام تعریفیں اس اللہ جل شانہ کیلئے ہیں جس نے کائنات کو معزز و جلیل کے باعزت
میلاد سے عزت بخشی۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ مقدس نبی اور صاحب مقام محمود ہیں
جو صاحب شفاعت کبریٰ اور بالک حوض کوثر ہیں، جو تمام ممکنہ خوبیوں کا مجموعہ ہیں۔ بزرگ

والدین اور اجداد والے ہیں، خلاصہ کائنات اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ وہ جن کا نور روشن جبینوں میں منتقل ہوتا رہا اور ان کے میلاد و ظہور قدسی سے سارا عالم متور ہو گیا اور ان کی صبح نوریں کے پھوٹنے سے تمام جہانوں پہ ہدایت و معرفت کے آفتاب طلوع ہو گئے۔

اور صلوة و سلام ان کے نور عام پر، مرتبہ و مقام پر، راجع حق نظام پر، قامت موزوں اندام پر، خانوادہ ذی احتشام پر، عالی شان اکرام پر اور آپ کے آل و اصحاب پر اور اطاعت گزاروں اور نسبت والوں پر بھی سلام و رحمت ہو۔

امّا بعد!

اے امت محمد مصطفیٰ (ﷺ) خصوصاً سادات کرام! بے شک اللہ تعالیٰ تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ موجود نہ تھی۔ اور کوئی بھی اس کے دائرہ شہود میں شریک نہ تھا۔ پس اس کی حکمت کاملہ نے تقاضا کیا، اور اس کی مشیت خاصہ اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ کائنات کو تخلیق کیا جائے اور انہیں اس ذات اور اس ذات کی صفات یعنی عظمت و کمال اور رفعت شان سے متعارف کروایا جائے۔ تو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے انوار احدیت و صمدیت سے حقیقت احمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰات والتحیات والتسلیمات) کی تخلیق فرما کر اس کا آغاز کیا۔ تاکہ ذات خود ذات کے لیے اپنے جلال و جمال اور تقدیس کے پردوں میں متجلی ہو۔ پس اس تجلی سے اس حقیقت کی وحدت ظہور میں آئی۔ جو اپنی ابتداء کے اعتبار سے بے مثل اور انتہا کے لحاظ سے لاثانی ٹھہری، تاکہ اس کی سبقت، فضیلت اور خصوصیت واضح ہو جائے اور رب العزت کی طرف سے اس پر ہونے والے احسانات و انعامات اور اس کی بارگاہ میں اس کے شرف و بزرگی کا اعلان بھی ہو جائے۔ اور آپ کی قدر و منزلت کا چرچا بھی ہو جائے۔ اور اس کا رتبہ بلند اور اعزاز زیادہ ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ حتمی طور پر ”اول الخلق“ ہیں۔ آپ سے پہلے نہ لوح و قلم تھے نہ آب و عرش نہ ہی ان کے سوا کوئی اور تھا۔ آپ نور کی صورت میں اپنے مولا کے سامنے اس کی بزرگ و برتر بارگاہ خاص میں قربت معنوی کی انتہائی منزل پر تھے۔

ہر چیز سے پہلے آپ ہی نے اس کی ضیاع و تعظیم کی، آپ ہی نے اس کی تکبیر و جلیل اور تقدیم کی کما کہ تعریف و ثنا کا نذرانہ پیش کیا اور اس کے شایان شان اس کی صفات کا بہترین اظہار فرمایا۔

اتنا عرصہ کہ اس کی مدت و غایت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور نہ ہی اس کی مقدار کا اندازہ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے اس انعام و قرب سے نوازا ہے کسی اور کو ہو سکتا ہے۔

اور حق تعالیٰ شانہ نے اس عرصہ میں اپنے انوار سے اس کی تائید فرمائی۔ اور اسے اپنے فیوض و اسرار سے بہرہ ور فرمایا اور اس پر وہ احسانات فرمائے جن کا علم سوائے ذات باری تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے۔ اور نہ اس کی خوشبو اس کے علاوہ انتہا درجے کی کوشش و کاوش کے باوجود بھی کوئی اور نہ سونگھ پایا۔

یہی سبب ہے کہ اس مقام پر اپنے رب کے اولین عارف و عابد حضور علیہ السلام ہی تھے۔ اور اللہ کے شایان شان اس کے پہلے ثناء گستر آپ ہی ہیں۔ اور آپ ہی سب سے پہلے دائرہ ربوبیت و نورانیت کی تائید و حمایت سے نوازے گئے۔ آپ ہی ہیں جس کے لیے پہلے پہل حق تعالیٰ نے اپنے اسرار کے ساتھ جلوہ گری فرمائی اور اس کو اپنی عنایات و التفات اور تجلیات سے مستفیض فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کی تخلیق کا آغاز فرمایا اور آپ کو ایسے سانچے میں ڈھالا جس کی نظیر پہلے موجود نہ تھی تو اسی دوران ہر حسن و خوبی جو مشیت کو منظور تھی اس پیکر میں

و دلیعت فرمادی۔

ازل سے ابد الابد تک ابتداء و انتہاء کا مآخذ اسی کو ٹھہرایا۔ الغرض ہر تمنا اور آرزو کا نتیجہ اس کے پیکر سے ظاہر ہوا۔ یہی سبب ہے کہ عالم آب و خاک کا فروغ آپ ہی کے ظہور سے مربوط ہے مخلوقات اور عوام کی نشو و نما آپ ہی سے ہے۔

حضور ﷺ اسی لئے ”اصل اصول“ یعنی ہر مخلوق کا منبع و مصدر ہیں اور ہر واصل کے لیے ذریعہ وصول ہیں۔ اور ہر فضیلت والے سے بڑھ کر فضیلت والے ہیں۔ اور آپ ہر سبقت والے سے سابق تر ہیں۔ اور تمام بنی نوع انسان میں نسب و حسب کے اعتبار سے افضل و اعلیٰ ہیں، اور تمام موجودات بشمول انسان کے روحانی باپ ہیں۔ اور ہر موجود کا باعث وجود آپ ہی ہیں۔ اور عدم سے ہستی کی طرف اس کے اخراج کا سبب بھی آپ ہی ہیں۔

”مطالع المسرات“ میں نقل کیا گیا ہے:

ہمارے آقا عبدالنور الشریف العمرانی اپنے شیخ ابوالعباس الحماسی سے اور وہ اپنے شیخ ابو عبد اللہ بن سلطان سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا: تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: یا سیدی یا رسول اللہ! کیا آپ ملائکہ و مرسلین کی داد دے کر دے والے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ہاں میں فرشتوں، نبیوں، رسولوں اور اللہ کی ساری مخلوق کی داد دے کر دے والا ہوں اور میں اصل موجودات ہوں۔ ابتداء و انتہاء ہوں اور میں ہی سب غایتوں کی غایت ہوں اور کوئی مجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

فصل سوم

عَظُرَ اَللّٰهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطَيِّبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ وَتَنَاهَا، وَمُنَّ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهُدَاهَا، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَٰةً وَسَلَامًا تَخْلُصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَاهْوَالِهِ ۝

ہر موجود چیز قدیم ہو یا جدید خواہ اس کا تعلق کسی بھی زمانے اور عالم سے ہو یہاں تک کہ عناصر زمان و مکان بھی، عالم امکان میں ظہور پذیر کی لیے صاحبِ لولاک ﷺ کے محتاج ہیں۔ آپ کی برکت سے قائم اور نسبت عالی سے ممتاز ہیں اور ان کا سبب تخلیق بھی آپ ﷺ ہیں۔

ہر بزرگی، شرف، بخشش و عطا، نعمت و فضیلت اور عنایت و رحمت آپ ہی کے طفیل اتمام و تکمیل کو پہنچی ہے۔ سارے عوالم بالائی و نشیی، کثیر و قلیل، نجیف و ضخیم، عروج والے یا نزول والے، عیاں ہوں کہ نہاں آپ ہی کے باعث تھے، وجود و ظہور آپ ﷺ ہی کے سبب نوازے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کی طلعت ریزیوں سے ان کو اظہار نصیب ہوا اور آپ ہی سے ان کو سب کچھ ملا۔

آپ ﷺ ہر چیز کا وسیلہ ہیں اور آپ ہی کے واسطے سب کچھ تخلیق ہوا ہے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی واسطے کے امداد طلب کرتے ہیں اور دوسری ہر چیز آپ کے وسیلے و واسطے سے فیض یاب ہوتی ہے۔ آپ ﷺ زمین اور افلاک والوں کے مددگار ہیں۔ آپ ﷺ ستر پردوں والے (ملائکہ) اہل عالم بالا، اور آج تک زمین پر نازل ہونے والے اور پھر اوپر چڑھنے والے اور بلندی والے فرشتوں کے بھی مدد و معین ہیں۔

آپ ﷺ تمام جہانوں میں ہونے والے نیک اعمال کا سبب ہیں اور انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے نبوت و رسالت کے منصب تک رسائی کا ذریعہ ہیں

اولیائے کاملین اور ملائکہ مکرمین کے لیے بھی مرتبہ قرب و حصول ولایت کا وسیلہ آپ ہی ہیں۔

علم حقیقت^۱ (طریقت و تصوف) جس سے محروم رہنے والا شخص فاسق ہے اور علم

شریعت (فقہ و احکام) جس سے دور رہنے والا زندقہ ہے۔ دونوں (علوم) کا منبع آپ ہی ہیں۔ آپ ہی کی ذات گرامی کے طفیل تمام موجودات کو گزشتہ ادوار میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عطا ہوتی رہیں اور آج بھی جسے جو نعمت مل رہی ہے، آپ ہی کے حوالے سے مل رہی ہے۔

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم وہ مخلوق ہیں جن کی حقیقی قدر و منزلت اور مرتبہ و عظمت کا اندازہ مخلوقات میں سے کوئی نہیں لگا سکتا۔

حق تعالیٰ شانہ نے اپنی مخلوق کو جتنی نعمتوں سے نوازا ہے، ان میں سب سے اعلیٰ، افضل، بہترین اور لائق فخر نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کو اپنے محبوب اقدس اور بلند شانوں والے رسول ﷺ عطا کر دیئے۔

اور یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس پر ساری نعمتوں کا دار و مدار ہے اور وہ ”وسیلہ کبریٰ“ ہے جس کے توسل سے ہمارے مصائب و آلام ملتے ہیں۔ اور حضور ﷺ ہمارے ایسے محسن ہیں جن کی ہمارے اوپر ایسی منفرد کرم نوازیاں ہیں، جن عنایات سے ہمارے آباء و اجداد، والدین اور عزیز و اقارب کی نوازشات کو کچھ نسبت نہیں ہے۔

کیونکہ آپ ﷺ ہی ہمارے وجود و اعانت کا وسیلہ اور ہماری حیات و ارواح اور عافیت و سلامتی کی بقاء کا سبب ہیں۔

آپ ہی ہماری مکالیف و رنج سے خلاصی کا ذریعہ ہیں، اور ان شاء اللہ، اللہ کے فضل و کرم، جو بد بخشش اور قدرت و عنایت سے جنت میں بھی ہمارے دائمی قیام کا وسیلہ آپ

۱ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے مشہور قول کی طرف اشارہ ہے۔ مہذب دی۔

ہی ہوں گے اور ہمیں اس مہربان رب کا دیدار نصیب ہوگا۔ حق تعالیٰ شانہ اپنے نبی امین کے طفیل ہمیں اس (سعادت) سے محروم نہ رکھے۔ آمین

آپ ﷺ وہ فاتح ہیں جن کی برکت سے اللہ نے ہدایت کا بند دروازہ کھول دیا اور آپ ﷺ (کے وجود) سے کفر و گمراہی کے طبقات کو مٹا ڈالا اور آپ ﷺ (کی برکت) سے نفع بخش علوم اور نیک و مقبول اعمال کے راستے کشادہ فرمادیے۔ دنیا و آخرت کی بھلائیاں آپ کے صدقے عام ہو گئیں۔ بڑے بڑے ہوشیار اور چالاک قلوب مائل حق ہو گئے۔ آپ کی آمد سے آنکھوں اور کانوں کے پردے اٹھ گئے اور غیروں کی طرف متوجہ نگاہیں، مشاہدہ حق میں مشغول ہو گئیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی ابتداء بھی آپ سے ہوئی کیونکہ آپ ﷺ ہی کا نور سب سے پہلے تخلیق ہوا۔ اور آپ ہی پر رسالت کا سلسلہ ختم ہوا۔ کیونکہ آپ کی بعثت اور تشریف آوری ان سب سے آخر میں ہوئی۔

حضور اکرم ﷺ وہ رسول ہیں، جن کی رسالت تمام عالمین کے لیے ہے۔ تمام انبیاء و مرسلین، گذشتہ ساری امتیں اور ان کے علاوہ ساری مخلوقات آپ پر ایمان لانے کے پابند ہیں۔ اور آپ وہ حبیب کریم و گار (ﷺ) ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو — ارض و سماء نہ ہوتے، طول و عرض نہ ہوتے، دوزخ و جنت، عرش و کرسی نہ ہوتے، جنات، ملائکہ اور انسان بھی نہ ہوتے، جیسا کہ احادیث و روایات صحیحہ اور صلحاء و عرفاء کے درست مکاشفات اس پر دلالت کرتے ہیں۔

فصل سوم

عَطِّرَ اللَّهُ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَثَنَاهُ، وَمَنْ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةٌ وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

پھر یہ بزرگی والا اور بے شمار نوازشات والا بابرکت نور، جب حق تعالیٰ شلہ نے اس نور میں سے انوار اخذ کیے اور کائنات کی مخلوقات کا تعین فرمایا، تو اس نور سے اپنی مشیت کے مطابق دیگر خلایق و مظاہر کو پیدا کیا۔

آخر میں اللہ جل مجدہ الکریم نے اس کامل نور کو آدم علیہ السلام کی پشت (صلب) میں رکھا، تاکہ ان کے دل و دماغ میں نظم اور جوش قائم رہے اور یہ اس لیے بھی تھا کہ وہ اس سے منور اور مضبوط ہوں اور یہ نور ان کی پیشانی میں سورج کی طرح آب و تاب سے چمکے۔

حضرت امام محمد بن ابی بن عربی علیہ الرحمۃ سے شارح ”الاكتفاء“ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خمیر (طہیت) کی تخلیق کے بارے میں نقل کیا ہے۔ جب دنیا کو بنے ہوئے سترہ ہزار سال گزر گئے، تو یہ نور اتم حضرت آدم علیہ السلام سے ان کے معزز ترین فرزند اور نائب حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا جو عظیم المرتبت رسول اور نبی ہوئے ہیں۔

جس وقت حضرت سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے شیث علیہ السلام اور اپنی نسل میں آنے والے دیگر جانشینوں کو بالواسطہ مستقل وصیت جاری فرمائی کہ ان میں سے کوئی بھی اس نور کو ضائع نہ کرے اور اس جھلکتے جھلکتے راز کو فاش نہ کرے۔ سوائے پاکباز اور عفت تاب خواتین کے دوسری عورتوں سے متمتع نہ ہوا جائے۔ یہ وصیت مستقل طور پر نسل در نسل نافذ اور مستقل ہوتی رہی یہاں تک کہ مولا کریم نے اس نور کو حضرت سیدنا عبد اللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور ان سے مخدومہ

کو نین عظمت و بزرگی والی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھیر دیا۔ رب تعالیٰ نے آپ کے نسب شریف کو والد اور والدہ دونوں کی طرف سے جاہلیت کی بدکاری و رآلودگی سے پاک رکھا، اور زمانہ جاہلیت کی نجاست اور میل کچیل سے نور محمدی (علیٰ صاحبہ السلام) کی برکت سے نہیں بچایا۔ اسی نور نے اپنی موافقت کرنے والے ہر شخص کو ہدایت بخشی۔

حضور اکرم ﷺ اپنے خالق و مولا اور رزاق کے ہاں ایسی قدر و منزلت والے ہیں کہ اس نے آپ کو سوائے اہل کمال کے اور اہل سیادت کے کسی اور کی طرف منتقل نہیں کیا اور انہیں اس کرامت سے نوازا کہ ان کے قریب دعائیں قبول ہوتی تھیں اور ان کی برکت سے بارشیں برسا کرتی تھیں۔ آپ کے آباء اور امہات میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوا جو اللہ اور اس کے انبیاء و رسل پر ایمان نہ رکھتا ہو، اور صاحب فضیلت نہ ہو یا اپنے تمام معاصرین سے افضل نہ ہو، یا سردار نہ ہو اور وقت کے اہل شرف و سیادت میں سے نہ ہو۔

مزید برآں اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی پر انعام و احسان فرمایا اور آپ کی فضیلت و بزرگی میں اس طور اضافہ کیا، کہ آپ کے والدین کریمین کو آپ کے لیے زندہ کیا اور وہ دونوں آپ پر ایمان لائے، تاکہ ان کا شمار آپ کے گروہ و اور امت خاصہ میں ہو جائے۔ یہ اُن دونوں (شخصیات) کی خصوصیت اور آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔

یوں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف بخشا، عزت دی اور رفعت و منزلت سے نوازا۔ یہ امر نہ صرف لازم ہے بلکہ اعتقادات میں شامل ہے کیونکہ اکثر ائمہ و علماء نے اس پر اعتماد کیا ہے۔ اگرچہ اس روایت کی اسناد ضعیف ہیں لیکن ضعیف روایت پر فضائل و مناقب میں بلا اختلاف عمل کیا جاتا ہے۔ پاکیزہ قلوب سے صادر ہونے والے کشف صحیح اور علم وسیع سے بھی اس (عقیدے) کی تائید ہوتی ہے۔

آپ کے والدین کریمین یا آپ کے آباؤ اجداد میں سے کسی کے بارے میں (عیاذ باللہ) جہنمی ہونے کا عقیدہ رکھنے والے پر اللہ کی طرف سے اس کے جرم کے مطابق عتاب نازل ہو۔ ایسا شخص صدیقین و صالحین کے مراتب سے محروم ہی رہتا ہے۔ اور وہ اپنی تحقیق

اور اجتہاد کے اعتبار سے غلطی پر ہے اور اپنے افکار و نظریات کے لحاظ سے ناقص الفہم ہے۔ اور اگر بالفرض اس کا کہا صحیح ہے تو اسے شرم آنی چاہیے اور اس قسم کے قول اور فتویٰ سے کتنی خرابی ہوتی ہے۔

اُن علماء کرام سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا جو رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت میں سچے ہیں اور انہوں نے بے شمار تصانیف کے ذریعے اس عظیم بارگاہ کا مکمل اور جامع دفاع کیا۔ ان اہل دانش میں سے بعض اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّ الْبَیِّنَ یُؤْذِنُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَاعَدَ لَهُمُ عَذَابًا مُّهِیْنًا** ۱۰

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور اللہ نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔
اس سے بڑی ایذا و رسانی اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ کوئی کہے، آپ ﷺ کے والدین (نعوذ باللہ) دوزخی ہیں۔

اے اللہ! اے غالب اور بخشش والے ہمیں اپنی رحمت کی پناہ میں رکھنا۔
علماء کرام نے فرمایا ہے: **نبی اکرم ﷺ حقیقتاً اپنے نسب اور کنبہ و قبیلے کے لحاظ سے تمام اہل زمین سے بہتر ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب فضیلت اور کمال کے اس مرتبہ پر فائز ہے کہ کوئی اور سلسلہ نسب خواہ کتنا ہی عالی مرتبہ ہو اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی آپ کی برادری، افضل الاقوام ہے اور آپ کا قبیلہ بہترین قبائل سے ہے اور آپ ہی کا خانوادہ فضیلت و بڑائی والا ہے۔ آل و اولاد بھی آپ ہی کی پاکیزہ و نفیس ہے۔**

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت کی محبت پر کرے اور ہمارا حشر حضور اور آپ کی آل کے پرچم تلے کرنے اور اُن ہی کے غلاموں کے زمرہ میں ہمیں شامل فرمائے۔ آمین۔

فصل چہارم

عَطِّرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَتَنَاهَ، وَمُنْ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخْنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

اور جب اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ، کا نکاح مخدومہ عالم سیدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور جناب عبداللہ نے ان سے اختلاف کیا اور مجامعت فرمائی، تو یہ معزز نور ان کی طرف منتقل ہو گیا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا رسالت مآب ﷺ (کے نور) سے حاملہ ہوئیں۔

اکثر آئمہ کی تصریح کے مطابق حضور علیہ السلام کے علاوہ نوع انسانی میں سے کوئی اور آپ کے بطن مبارک میں نہیں ٹھہرا۔ جب یہ نور جناب عبداللہ سے سیدہ آمنہ کی طرف منتقل ہوا تو یہ جمعۃ المبارک کی رات یا ماہ محرم ربیع المرجب کی یکم اور شب دوشنبہ تھی۔ اس وقت (ابو بن نبی علیہ السلام) شعب ابی طالب میں درمیانی ستون (حجرۃ النواضح) جیسے مقدس مقام کے قریب مقیم تھے۔

آپ ﷺ کے نور کی منتقلی (حمل) کے وقت عجیب و غریب علامات اور خرق عادت واقعات کا ظہور ہوا۔ تاکہ آپ کی نبوت و رسالت کا ڈنکا بج جائے اور آپ کے بلند مقام و مرتبہ کا اعلان و اظہار ہو جائے۔ زمین و آسمان میں یہ بشارت سنا دی گئی۔ اے کائنات والو! سنو!

آمنہ سید البشر (کے نور) سے حاملہ ہو گئی ہیں.....

ساری دنیا کے بت منہ کے بل گر پڑے۔ بادشاہان عالم کی شان و شوکت ماند پڑ گئی اس صبح کو دیہک ہر بادشاہ گونگا ہو گیا اور پورا دن گفتگو نہ کر سکا البتہ اپنا مدعا اشاروں سے ظاہر کرتا تھا۔ قریش مکہ کا ہر مویشی اس رات بول اٹھا اور ہر ایک نے کہا، رب کعبہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ اور کل عالم کے امام، شکم مادر میں تشریف لے آئے ہیں۔ جبکہ ایک روایت میں ہے: عالم کے چارہ گر اور اہل عالم کے مہر منیر اپنی والدہ کے شکم میں جلوہ گر ہوئے ہیں۔ ایسے ہی اس رات کوئی گھرا یا نہ تھا جو چمک نہ گیا ہو اور کوئی خطہ زمین نہ تھا جس میں روشنی اور فرحت سرایت نہ کر گئی ہو۔

مشرق کے حیوانات مغرب کے چوپایوں کی طرف بشارتیں دیتے ہوئے دوڑ رہے تھے۔

اسی طرح سمندری مخلوقات ایک دوسرے کو بہترین خلافت اور دونوں عالم کے دولہا کے ظہور کی خوش خبریاں سنارہے تھے فرش خاکی کا طول و عرج سرسبز ہو گیا۔ درختوں کی شاخیں قسم قسم کے ثمرات اور میوہ جات سے لد گئیں۔

اس سے پہلے اہل مکہ سخت تنگی اور طویل معاشی بد حالی میں مبتلا تھے۔ حضور علیہ السلام کی صورت میں انہیں ”خیر کثیر“ مل گئی اور عطیات و عنایات کے خزانے ان پر لٹا دیئے گئے لہذا اس سال کا نام ”مَسْنَةُ الْفَسْحِ وَالْإِبْتِهَاجِ“ یعنی ”کشانش و خوشحالی والا سال“ رکھ دیا گیا۔ کیونکہ اس سال پرچم حمد اور تاج کرامت والے (نبی علیہ السلام) رحم مادر میں متمکن ہوئے۔

سید شہابی بی آمنہ رضی اللہ عنہا خواب اور بیداری کے درمیانی عالم میں تھیں کہ انہیں بشارت دی گئی اور ان سے کہا گیا:

بے شک آپ سرور کونین ﷺ کے حمل سے ہیں۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی

ہیں: مجھے محسوس تک نہیں ہوا کہ میں حاملہ ہوں اور نہ ہی میں نے کسی قسم کی گرانی اور دقت محسوس کی۔ البتہ حیض کے بند ہو جانے سے مجھے تشویش ہوئی کیونکہ اس سے پہلے مجھے اس کی عادت نہ تھی۔

سیدہ آمنہ بارہا خواب میں اپنے وجود سے روشن انوار کو نکلتے ہوئے دیکھتی تھیں، جس کی تابانیوں سے مشرق و مغرب جگمگا اٹھتے تھے۔ صحیح ترین اقوال و روایات کے مطابق سیدہ کو حاملہ ہوئے دو ماہ مکمل ہوئے تھے کہ حضور علیہ السلام کے والد گرامی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نہایت پاکیزہ اور پسندیدہ حالت میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی عمر مبارک اس وقت اٹھائیس برس تھی۔ امام سیوطی، امام علانی اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ کے نزدیک یہی درست اور معتبر قول ہے۔

آپ کو شہر فضیلت مآب مدینہ منورہ میں آپ کے والد جناب عبدالمطلب کے سہیل بنو عدی بن النجار کے مکانات میں سے ایک مکان میں دفن کیا گیا۔ آپ کا دفن آج تک ایک لمبی سی گلی میں ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ تو کیا ہی سعادت ہے اس خوش نصیب کی جوان کی بارگاہ میں حاضری کا قصد کرے۔ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر ملائکہ نے عرض کی اے ہمارے معبود و مالک اے آقا اے ہمارے خفیہ و ظاہر کو جاننے والے اتیرا پیارا نبی یتیم ہو گیا اور باپ کا سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا ہے۔ فقر کا عالم ہے اور مال و زر بھی اس کے پاس نہیں ہے۔

تو رب العزت نے ارشاد فرمایا: جس کا مفہوم (الفاظ کی رعایت کے بغیر) کچھ

یوں ہے:

میں خود اس کا محافظ و نگہبان ہوں۔ میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ میں خود اس کا

رؤالقی اور کفیل ہوں۔

پس تم سب میرے محبوب پر خوب صلوٰۃ و سلام بھیجو اور ان کے اسم پاک سے احتراماً برکتیں حاصل کرو۔ اور اس سال اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام عالم کی حاملہ خواتین کو حکم دیا کہ وہ لڑکوں کو جنم دیں۔ یہ سب آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے تھا تا کہ قیامت تک اس کا شہرہ کتب سیر و تاریخ میں ہوتا رہے۔

صحیح و واضح ترین روایات کے مطابق آپ کی والدہ ماجدہ نو ماہ تک آپ کے حمل سے رہیں اور نویں ماہ آپ کی ولادت تائید و حمایت ایزدی اور الطاف بے پایاں کے ساتھ ہوئی۔ مستند عالم حافظ مغلطی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

بعض نے کہادت حمل دس ماہ تھی۔ ”الآبریض“ میں عارف باللہ حضرت سیدی عبدالعزیز دہاغ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایسا ہی لکھا ہے۔

اس اعتبار سے آغاز حمل ماہ جمادی الآخر کے بابرکت۔ باسعادت اور خیر و فلاح والے مہینے سے ہونا قرار پاتا ہے۔



فصل پنجم

عَظُرَ اَللّٰهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطَيِّبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ وَتَنَاءَهُ، وَمَنْ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخْنِ الْوَقْتِ وَاهْوَالِهِ ۝

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں پورے نو ماہ یا دس ماہ مکمل کشادگی کے ساتھ، بلا تکلیف اس شان سے جلوہ فرما رہے کہ نہ کوئی زخم پیدا ہوا، نہ ہی آپ کی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں کوئی بل (درد) ہوا اور نہ ہی کسی قسم کی بد بو ظاہر ہوئی۔ اور نہ ہی انہیں کوئی ایسا معاملہ پیش آیا جیسا کہ حاملہ خواتین کو پیش آتا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

قسم بخدا میں نے اس سے زیادہ ہلکا پھلکا اور عظیم برکت والا حمل نہیں دیکھا۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے انہیں کہیں آنے جانے، چلنے پھرنے اور دوڑ دھوپ والے کاموں میں کوئی رکاوٹ نہیں آئی۔

جب آپ کو حاملہ ہوئے چھ ماہ گزر گئے تو خواب میں ایک آنے والا آیا اور ان سے کہا: اے آمنہ! بے شک تم بہترین خلأئق اور سرور کونین کے حمل سے ہو۔ جب تم اسے جننے کا شرف حاصل کرو تو اس کا نام ”محمد“ رکھنا اور اپنے معاملے کو پوشیدہ رکھنا اور وضع حمل سے پہلے کسی سے بھی اپنا حال بیان نہ کرنا۔

اور ابو نعیم اصفہانی نے عمرو بن قتیبة کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے:

قال: سمعت ابی وکان من اوعية العلم، قال: لما حضرت آمنہ

الولادة، قال الله لملأناكم: افتحوا أبواب السماء كلها وأبواب الجنان،
وألپست الشمس يومئذ نوراً عظيماً-

(ترجمہ) عمرو بن قتیہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا، جو (علم کا برتن) یعنی بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے بیان کیا: جب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنم دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: سارے آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور اس دن سورج کو نور کا عظیم لبادہ اوڑھایا گیا۔

اور ابو نعیم ہی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کی نقل کی ہے:

قالت یعنی آمنة: ثم أخذني ما يأخذ النساء تعني من الطلق الذي هو وجع الولادة، ولم يعلم بي ذكر ولا أنثى، وإنني لوحيدة في المنزل، وعبد المطلب في طوافه، فسمعت وجبة عظيمة وأمرأ عظيماً هالتي، ثم رأيت كأن جناح طائر أبيض قد مسح على فوادي، فذهب عني الزرع وكل وجع أجده، ثم التففت: فإذا أنا بشربة بيضاء ظننتها لبناً، وكنت عطشى فشربتها، فإذا هي أحلى من العسل، وأصابني نور عالى، ثم رأيت نسوة كالنخل طوالاً كأنهن من بنات عبد مناف يحدثن بي، فبينما أنا أتعجب وأقول: وأغوثاً من أين علمن بي؟

قال في غير هذه الرواية: فقلن لي نحن أمية امرأة فرعون، ومريم بنت عمران وهؤلاء من الحور العين، واشتد بي الأمر، وأنا اسمع الوجبة في كل ساعة أعظم وأهول مما تقدم، فبينما أنا كذلك إذا بديباج أبيض قد ملئ من السماء إلى الأرض، وإذا بقائيل يقول: خذاه يعني إذا ولد عن أعين الناس، قالت: ورأيت رجالاً قد وقفوا في الهواء بأيديهم أباريق من فضة، ثم

نظرت فإذا أنالقطعة من الطير قد أقبلت حتى غطت حَجْرَتِي، منافيرهامن الزُّمُرْد، وأجيبَ حَتُّها من الياقوت، فكشف الله عن بصرى، فرأيت مشارق الأرض ومغاربها، ورأيت ثلاثة اعلام مضروبات، علماً بالمشرق وعلماً بالمغرب وعلماً على ظهر الكعبة، فأخذنى المخاض فولدتُ سيِّدنا محمداً صلى الله عليه وسلم - الحديث -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

پھر مجھ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو (حاملہ) عورتوں پر ہوتی ہے اور مجھے درودہ شروع ہو گیا، جو ولادت کے وقت ہوتا ہے۔ میری حالت سے کوئی مرد وزن آگاہ نہ تھا اور میں گھر میں تنہا تھی۔ حضرت عبدالمطلب حرم کعبہ میں طواف کر رہے تھے۔ اتنے میں، میں نے کسی اہم واقعہ سے پہلے ہونے والے دھماکے کی سی آواز سنی، جس نے مجھے خوفزدہ کر دیا، پھر میں نے دیکھا جیسے کوئی سفید پرندہ اپنا پر میرے سینے پر پھیر رہا ہے، اس سے میری گھبراہٹ اور درپیش تکلیف دور ہو گئی۔

پھر میں نے دیکھا کہ سفید مشروب ہے جو میرے خیال میں دودھ تھا مجھے پیاس لگ رہی تھی سو میں نے اسے پی لیا۔ یہ شہد سے زیادہ شیریں تھا۔ پھر بہت زیادہ نور میرے اوپر چھا گیا۔ پھر میں نے سرود عورتیں دیکھیں جو بنو ہاشم کی دوشیزاؤں جیسی تھیں۔ انہوں نے چاروں اطراف سے میرے گرد حلقہ بنا لیا۔ میں سخت تعجب کے عالم میں تھی: میرے اللہ! انہوں نے مجھے کیسے جان لیا؟

ایک دوسری روایت میں ہے:

میں نے مجھ سے کہا: ہم اس لیے زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ

خاص حوریں ہیں، معاملہ مجھ پر گراں تر ہوتا چار ہاتھ اور میں ہر گھڑی پہلے سے شدید دھماکے کی آواز سن رہی تھی۔ میں اسی عالم میں تھی کہ ایک سفید مخمل کا کپڑا آسمان سے زمین کی طرف لٹکتا نظر آیا، اور ایک کہنے والے نے کہا: اسے ڈھانپ لو! یعنی جب (بچہ پیدا ہو تو) اسے لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل رکھو!

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

میں نے کچھ اشخاص دیکھے جو چاندی کے کنورے ہاتھوں میں لیے ہو یا میں معلق تھے۔ پھر میں نے کافی سفید پرندے دیکھے جو چلے آرہے تھے، یہاں تک کہ میرا حجرہ بھر گیا، ان کی چونچیں زمر داور پر یا قوت سے بنے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ نے میری آنکھوں سے حجابات اٹھا دیئے اور میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔ پھر میں نے تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے، ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں اور تیسرا جھنڈا کعبہ کی چھت پر لگا دیکھا۔

پھر مجھے پر غنودگی طاری ہوئی اور میں نے سرور کائنات حضرت محمد ﷺ کو جنم دیا۔

الحمد یث۔

۱- السّلام علیک ایّھا الرّسولُ المّحمّد صلی اللّٰہ علیک وسلم۔

السّلام علیک یا سیدنا و مولانا محمّد، صلی اللّٰہ علیک وعلیٰ آلک

وسلم۔

السّلام علیک یا ابن سیدنا عبد اللّٰہ ابن سیدنا عبد المطلب بن

سیدنا ہاشم، صلی اللّٰہ علیک وعلیٰ آلک وسلم۔

السّلام علیک یا مَن اللّٰہ یعطی مَنّا وفضلاً وھو لو ساطتہ العظمیٰ

القاسم، صلی اللّٰہ علیک وعلیٰ آلک وسلم۔

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا ابْنَ أَمْنَةِ الطَّاهِرَةِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ أَضْحَتْ أُمَّتُهُ بِوُجُودِهِ أَمْنَةَ ظَاهِرَةٍ، صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا الْبَشِيرُ النَّبِيُّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ بِآذِنَةِ السَّرَاجِ الْمُنِيرِ، صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا الصَّادِقُ الْأَمِينُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ بَعَثَهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ

وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا الْفَاتِحُ الْخَاتِمُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ كُنِيَتهُ الْمَشْهُورَةُ أَبُو الْقَاسِمِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ

وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ أَيُّهَا الْخَلِيفَةُ الْأَعْظَمُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ هُوَ الْمَجْلَى الْأَكْرَمُ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى

آلِكَ وَسَلَّمَ-

السَّلامُ عَلَیْكَ مِنْ جَمِيعِ الْخَلَائِقِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَیْكَ وَعَلَى آلِكَ

وسلم۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ بِكُلِّ الْوُجُوهِ وَأَنْوَاعِ الطَّرَاقِي ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ جَنَابِكَ عَظِيمِ الْبَحَاءِ وَالْقَدْرِ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ مَوْلَاكَ الْكَرِيمِ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ
وَسَلَّمَ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْارِ بَيْتِ الْوُجُودِ وَكَرَمِكَ أَيْ تَكْرِيمِ ، صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ حَبِيبَ اللَّهِ وَخَلِيلَ اللَّهِ وَنَجِيَّ اللَّهِ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
وَعَلَى آلِكَ وَسَلَّمَ۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ بِكُلِّ سَلَامٍ أَوْجَدَهُ اللَّهُ ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَى آلِكَ
وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:-

اے عالی مرتبت رسول! آپ پر سلام

اے ہمارے آقا و مولا محمد! آپ پر سلام

اے ہمارے سردار حضرت عبداللہ ابن حضرت عبدالمطلب ابن حضرت حاشم کے

لال! آپ پر سلام

اے وہ ذات کہ جسے اللہ نے اپنا فضل و احسان عطا فرما کر اپنے خزانوں کا قاسم بنا

دیا، آپ پر سلام

اے پاکیزہ خصال سیدہ آمنہ کے پیارے بیٹے! آپ پر سلام

اے دو نور پیکر! جن کے وجود کی برکت سے ان کی اہمت چمک کر حفظ و امان

میں آگئی، آپ پر سلام

اے بشیر! (خوشخبری سنانے والے) و نذیر! (ڈر سنانے والے) آپ پر سلام

اے اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے، روشن آفتاب! آپ پر سلام

اے سچے اور امانت دار! آپ پر سلام

اے وہ جنہیں اللہ نے سارے جہانوں کے لیے رَحْمۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ بنا کر

بھیجا! آپ پر سلام

اے کھولنے والے اور ختم کرنے والے! آپ پر سلام

اے ابو القاسم جیسی مشہور کنیت والے! آپ پر سلام

اے اللہ کے خلیفہ اعظم! آپ پر سلام

اے وہ جو سب سے بڑھ کر معزز و محترم ہے، آپ پر سلام

آپ پر تمام مخلوقات کی طرف سے سلام!

آپ پر ہر طرح، ہر قسم اور ہر جہت سے سلام!

آپ پر آپ ہی کی طرف سے بلند مرتبہ اور فخریہ سلام

آپ پر آپ کی عظیم المرتبت اور عالی قدر بارگاہ کا سلام!

آپ پر آپ کے مولا کریم کا سلام!

آپ پر اس ذات کی طرف سے سلام جس نے آپ کے وجود سے کونین کو اعزاز

بخشا اور آپ کو ہر قسم کی تکریم سے نوازا۔

اے اللہ کے حبیب! اے اللہ کے فلیل! اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام

آپ پر ہر وہ سلام جو اللہ کے علم میں ہے۔ صلی اللہ علیک وعلیٰ آلک

فصل ششم

عَطِّرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَتَنَاهَ، وَمُنَّ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهُدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

یہ بات ظاہر ہے کہ ولادت با سعادت اور معراج النبی ﷺ والی دونوں راتیں دنیا کی دیگر تمام راتوں سے بلا حیل و حجت افضل ہیں۔ جیسا کہ واضح اور روشن ہے کہ جو کچھ ان دو راتوں میں پیش آیا ہے اور وقوع پذیر ہوا ہے وہ ان دو کے علاوہ میں ناپید ہے۔

اسی طرح وہ دن جو ان راتوں کے اختتام پر طلوع ہوا، باقی تمام ایام سے افضل ہے اور اس بات کا اظہار اسی موقع پر مناسب لگتا ہے اور یہ سب کچھ اگر واقعاً ایسا ہی ہے تو یہ دو راتیں اسی قابل ہیں کہ ان کی مثل (ہر سال) آنے والی رات کو شب عید کی طرح منایا جائے اور نیکی و بھلائی کے موسم کے طور پر اسے اپنایا جائے۔ اور اس کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے اس میں اللہ کی کتاب مقدس بکثرت پڑھی جائے۔ اس کی نصف شب میں وہ امور بجا لائے جائیں جو فرحت، مسرت اور اس کی فضیلت پر دلالت کرتے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا اس نعمت عظمیٰ کے ملنے پر شکر ادا کیا جائے جو اس نے خاص میلاد کی رات (شب میلاد النبی ﷺ) کو عنایت فرمائی۔

اس کے لئے ایسا طریقہ اپنایا جائے جو خلاف شرع نہ ہو اور نہ ہی میلاد منانے والے کو ڈانٹ ڈپٹ اور ملامت کی جائے۔

سیرت نبویہ اور شمائل محمدیہ کے مؤلف علامہ شامی نے ذکر کیا ہے اور ان سے

سیدی حمدون ابن الحاج علیہ الرحمۃ نے اپنی منظوم شرح ”عقود الفاتحہ“ میں نقل کیا ہے، ایک بزرگ (شیخ طریقت) نے حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا: وہ کہتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں فقہاء کے وہ اقوال عرض کیے جو وہ میلا دشریف کے موقع پر محبت کے غلبے میں کیے جانے والے امور کے بارے میں کہتے ہیں۔

”تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”مَنْ فَرَحَ بِنَا فَرَحْنَا بِهِ“

جو ہماری خوشی میں شامل ہوتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا معروضات، اور اس خواب و مضمون کی تائید و تقویت اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے امام دیلمی نے ”مسند الفردوس“ میں نقل کیا ہے اور ”جمع الجوامع“ اور ”کنز العمال“ میں بھی مذکور ہے۔

عن جابر بن عبد اللہ مرفوعاً، أنا أشرف الناس حسباً ولا فخر، وأكرم الناس قدراً ولا فخر، أيها الناس، مَنْ أَمَّنَا أَتَيْنَاهُ، وَمَنْ أَكْرَمَنَا أَكْرَمْنَا، وَمَنْ كَاتَبَنَا كَاتَبْنَا، وَمَنْ شَيَعَ مَوَاتَنَا شَيَعْنَا مَوَاتَنَا، وَمَنْ قَامَ بِحَقِّنَا قُمْنَا بِحَقِّهِ الْحَدِيث۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے۔

میں لوگوں میں سب سے اعلیٰ حسب والا ہوں، مگر کوئی فخر نہیں، اور میں لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور قدر والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

اے لوگو! جو ہماری موافقت کرے گا ہم اس کی موافقت کریں گے۔

اور جو ہماری عزت کرے گا ہم اسے عزت دیں گے۔ جو ہمارے ساتھ نباہے گا ہم

(ا) الفردوس الاشرار، امام دیلمی (۳۳۵-۵۰۹) جلد اول، ص: ۳۵، رقم حدیث: ۱۱۱، مطبوعہ مکتبۃ المکتبۃ۔

(ب) کنز العمال، امام علی المصطفیٰ (۹۷۵-۱۵۶۷) الجزء الثانی عشر، ص: ۶۶، رقم حدیث: ۲۸۳، مطبوعہ دار الفکر المعارف، بیروت۔

احمدیہ۔ حیدرآباد، دکن۔ الہند۔

اس کے ساتھ نباہیں گے۔ جو ہمارے جنازوں میں شامل ہوگا ہم اس کے جنازوں میں شامل ہوں گے اور جو ہمارے حقوق کا تحفظ کرے گا ہم اس کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ الحمد للہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اطاعت گزار کے لیے نبی کریم ﷺ کے انعامات اس کی کارکردگی سے کئی درجہ بہتر، افضل، کثیر اور شاندار ہوں گے کیونکہ عطائی کے شایان شان ہوتی ہے اور تحفہ، دینے والے کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے۔

دنیوی بادشاہوں اور سرداروں کی عادت ہوتی ہے کہ تھوڑی خدمت کے بدلے بہت زیادہ اور بیش قیمت نوازشات فرماتے ہیں۔ تو دنیا و آخرت کے بادشاہوں کے آقا و مولانا ﷺ کی شان عطا کیا ہوگی۔ وہ کہ اللہ کے تمام خزانوں کی کنجیاں جس کے ہاتھ میں ہیں اور آپ ان میں سے جہاں چاہیں، جیسے چاہیں ابتدا تا انتہاء خرچ کرنے کے مجاز ہیں۔

محافل میلاد کے بارے میں لوگ بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں۔ جیسا کہ عام طور پر اس میں چراغاں کرنے کا رجحان ہے جو سماعتوں اور بصارتوں کے لئے باعث فرحت ہوتا ہے۔ صدقات و خیرات کے علاوہ مبنی بر عقیدت اعمال کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نعتیہ قصائد پڑھے جاتے ہیں، بلند آواز سے خیر الخلق ﷺ پر صلوة و سلام بھیجا جاتا ہے اور اس کے علاوہ وہ امور جن کی شریعت میں ممانعت نہیں اور عرف و عادت میں بھی جن کا بجالانا معیوب نہ ہو۔ ائمہ محققین اور اکابر علوم ظاہر و باطن کے ارشادات اس پر دلالت کرتے ہیں کہ ایسے اعمال بجالانے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسے اعمال اگر اچھی نیت سے ہوں تو کرنے والے کے لیے بہترین اجر کی امید اور توقع ہے۔

وَالْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَّا نَوَيْ، وَمَا آهَ الْمُسْلِمُونَ

۱) الجامع الصحیح للبخاری، ج: ۱، ص: ۲۰۔ مطبوعہ کراچی

۲) الصحیح لمسلم، الجلد الثانی، ص: ۱۳۰، عن عمر بن خطاب، مطبوعہ کراچی۔

حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ - ۱

اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔

اور جس (عمل) کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

اس عمل کو ہرگز بُری بدعت یا ناپسندیدہ عمل نہیں کہنا چاہیے کیونکہ جب اس کافر (ابولہب) کو جس کی ساری عمر رحمت عالم ﷺ کے ساتھ عداوت میں گزری، اور اس نے آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب ہو گئی۔ اُس نے خواب میں اپنے بھائی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دی کہ ہر دو شنبہ (پیر) کی رات اس کے عذاب میں بہت کمی کر دی جاتی ہے کیونکہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کی خوشخبری سنانے والی کنیز ”ثویبہ“ کو اس خبر کے سنانے کی وجہ سے آزاد کر دیا تھا۔

تو اس مومن کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ جو سرکارِ دو عالم ﷺ کے ارشادات کی تصدیق کرنے والا ہے۔ آپ کی دعوت برحق پر ایمان رکھنے والا ہے۔ اور آپ ﷺ کی کامل محبت تک رسائی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنے والا ہے اور آپ کی شان و عظمت کی خوشی میں ہر مناسب طریقہ اختیار کرنے والا ہے۔

امام ابو نعیم اصفہانی حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں:

بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص مر گیا جس نے سو سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی۔

اہل قوم نے اسے پکڑ کر (حقارت سے) کوڑے کرکٹ پر پھینک دیا۔

(۱) مستدرک حاکم: الجزء ۱۸، ص ۸۳، مطبوعہ بیروت، لبنان۔

(ب) منوط امام محمد: ص ۱۳۰، مطبوعہ راج، ایم، سعید کتب خانہ، کراچی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اسے اٹھا کر لائیں اور اس کی نماز جنازہ ادا کریں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی، یا اللہ اساری قوم بنی اسرائیل گواہ ہے کہ اس نے سو سال تیری نافرمانی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، ہاں وہ ایسا ہی تھا۔ مگر اس نے ایک بار تورات کھولی تھی اور اس کی نظر اسم ”محمد“ ﷺ پر پڑ گئی تھی، تو اس نے اس پاک نام کو چوم لیا تھا اور آنکھوں سے نگار کر اس پر دُرود پڑھا تھا۔ لہذا میں نے اس کو جردیا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیئے اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دے دیں۔

اس حکایت کو امام سیوطی نے ”خصائص الکبریٰ“ میں، امام شمس الدین سخاوی علیہ الرحمۃ نے ”القول البدیع“ میں، امام طبری نے ”سیرت النبی“ میں اور سیّدی ابن عباد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ”رسائل الکبریٰ“ میں اور دیگر علماء نے بھی نقل کیا ہے۔

دیکھو اس عظیم الشان کرم نوازی کا ربط اُس گنہگار شخص کی ذات سے کس طرح ہے اختیار قائم ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے گناہوں کا نام و نشان مٹ گیا اور اس کا ٹھکانہ شقاوت سے سعادت کی طرف منتقل ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے امام الانبیاء ﷺ کے اسم عظیم کی تعظیم کی اور اپنی محبت و عقیدت بھری آنکھوں سے مَس کیا اور کمال اشتیاق و مروت سے اُس پر دُرود پڑھا۔

تو اس کا کیا عالم ہو گا جو آپ ﷺ کی محبت میں اپنا کثیر مال و زر صرف کرے اور اپنی تمام عمر اُن کی اطاعت و پیروی میں بسر کرے اور کثرت سے آپ کی ذات پر صلوة و سلام پڑھے اور آپ کے اہل بیت و قرابت سے عقیدت رکھے اور آپ کی ذات سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق رکھنے والی ہر چیز کو محترم سمجھے۔

درج ذیل ائمہ اہل سنت نے محفل میلا کو بدعت حسد اور اعمال صالحہ میں شمار کیا ہے:

الحافظ ابوشامہ لد مشقی الشافعی، شیخ الاسلام امام ابو ذکریا النووی، الحافظ شمس الدین

ابوالخیر ابن الجوزی، میلاد کے موضوع پر آپ نے رسالہ ”عَرَفَ التَّعْرِيفَ بِالمَوْلِدِ الشَّرِيفِ“ تالیف کیا۔ الحافظ ابوالخطاب ابن دحیہ آپ نے اس موضوع پر کتاب ”التَّوْبِيرُ بِمَوْلِدِ البَشِيرِ النَّذِيرِ“ تصنیف کی۔

الحافظ ابن رجب الحنبلی، الحافظ شمس الدین محمد بن ناصر لد مشقی، آپ نے کتاب ”وَرَدُ الصَّادِی بِمَوْلِدِ النَّبِیِّ الْهَادِی“ تصنیف کی۔ الحافظ زین الدین العراقي الاثری، حافظ ابن حجر عسقلانی، جنہوں نے میلاد کی اصل صحیحین کی حدیث سے ثابت کی ہے۔ اور حافظ جلال الدین السیوطی علیہم الرحمة جنہوں نے میلاد کی ایک اور اصل حدیث سے ثابت کی ہے اور اس موضوع پر ”حُسْنُ الْمَقْصِدِ فِی عَمَلِ الْمَوْلِدِ“ کے نام سے رسالہ لکھا ہے۔ جس میں تفصیل سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ میلاد کی محفل شرائط و آداب کے ساتھ کرنے والے کو اجر و ثواب اور نیکیاں ملتی ہیں۔ ساتھ ہی مخالفین میلاد کا رد و تبلیغ کرتے ہوئے آخر تک ان کا تعاقب کیا ہے۔ اور شیخ و امام، الفقیہ الاوحد ابو الطیب السبکی (حال مقیم قوص) جو اہل مالکی علماء میں سے ہیں۔ اور عارف ہائے بلکد اپنے زمانے کے عارفین کے سردار، ابو عبد اللہ سیدی محمد عباد النفزی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے ”رسائل کبریٰ“ کے بعض مقامات پر اس حوالے سے لکھا ہے۔ ان ائمہ کے علاوہ بھی بیشتر علماء نے اس موضوع پر بکثرت تصانیف چھوڑی ہیں۔

ہمارے مالکی اصحاب میں سے (ایک) تاج فاکہانی نے اس عمل (مولد) کو بدعت مذمومہ اور گھنیا فعل سمجھا ہے (امام زرقانی) شرح ”مواعظ اللدنیہ“ میں فرماتے ہیں: ”امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمة نے اس (فاکہانی) کے ایک ایک حرف کا کامل رد کیا ہے۔“ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا مزید لطف و کرم فرمائے۔ آمین۔

فصل ہفتم

عَطِّرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَتَنَاةٍ، وَمُنًى عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَوةً وَسَلَاماً نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلاد پڑھتے ہوئے عین ذکر ولادت کے وقت نعتیہ قصائد اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے قیام کرنے کا معمول بھی چلا آ رہا ہے۔ یہ مروجہ قیام اسلاف کے ہاں رائج نہیں تھا بلکہ ان کے بعد والے بزرگوں نے اسے اختیار کیا، درحقیقت یہ قیام (ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا) رسول اللہ ﷺ کی محفل میں موجودگی (بذلّت) کے تصور میں نہیں ہوتا جیسا کہ ایک مخصوص گروہ کا خیال ہے، جو اس پر بے جا اعتراض اور تشدد کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس عمل کا انکار کرتے ہیں۔

حالانکہ یہ قیام تو محض خوشی اور مسرت کے اظہار کے لیے ہے اور ذوق فرحت و سرور اور جشن ہے آپ ﷺ کی اس عالم وجود میں جلوہ فرمائی کا اور اس دن میں عالم کی ہر شے پر ان کے انوار کی کرم فرمائی کا۔

اور یہ باری تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر ہے جو اس نعمت کبریٰ اور عطیہ عظیم کے عطا فرمانے پر (ہماری طرف سے) تشکر کا بجا طور پر حق دار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر وہ لاثانی احسان ہے جو اس نے بلا استحقاق، کسی ظاہری سبب اور اس کے کسی کمال و خوبی کو ملحوظ رکھے بغیر فرمایا ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

(۱) حضرت مصنف نے عتاید صحیح کی درست ترجمانی فرمائی ہے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ فرماتے ہیں: صحیفہ آدری حضور ﷺ کے اختیار میں ہے اور قیام تعظیمن ذکر قدوم (ولادت) شریف کے لیے ہے۔ اور اہل عزوجل فرماتا ہے: ومن بعدکم شعائر اللہ فانہما من نفوی القلوب ۝ اور جس نے اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہی دلوں کا تقویٰ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: جلد ششم (قدیم) ص: ۱۲۷)

محسن اعظم نبی اکرم، رحمت عالم ﷺ کی نسبت شریفہ کے حوالے سے اظہار مسرت، رقص و قیام اور اس سے متعلقہ دیگر تمام امور کی مضبوط، لائق بھروسہ اور قابل اعتماد اصل شرع شریف میں موجود ہے۔

جس وقت رحمت کو نبین، سید عالمیان ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو وہاں کے سیاہ فام حبشیوں نے آپ کی جلوہ فرمائی اور کرم نوازی کی خوشی میں آلات حرب و ضرب (جنگی اوزار) کے ساتھ جھوم جھوم کر روایتی رقص کا مظاہرہ کیا۔

اسے امام ابو داؤد و حجتانی علیہ الرحمۃ نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے روایت کیا ہے۔

ایسے ہی کسی عید (خوشی) کے موقع پر مسجد نبوی شریف میں ان حضرات نے ڈھالیں اور نیزے (جنگی آلات) پکڑ کر اپنے مخصوص روایتی انداز میں کھیل کا مظاہرہ کیا اور رقص کی سی صورت اختیار کی، جبکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں انہیں دیکھ رہے تھے۔

(اس موقع پر) حضور ﷺ نے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے خوشی سے انہیں کلمات داد سے نوازا اور فرمایا:

ذَوْنُكُمْ يَا بَنِي أَرْفَدَةَ، یعنی جَدُّوْا فِيمَا انْتَمَ فِيهِ مِنْ هَذَا اللَّعْبِ الْمَبَاحِ، الَّذِي لَا حَرَجَ فِيهِ وَلَا جُنَاحَ۔

اے بنو ارفدہ! جاری رکھو! یعنی تم جس جائز کھیل میں مشغول ہو وہ اچھا بھی ہے اور شریعت میں ناپسندیدہ اور قابل مواخذہ بھی نہیں ہے۔

ان امور سے متعلقہ احادیث صحیحین کے علاوہ دیگر کتب احادیث میں مرقوم ہیں، اور علم حدیث کے ہر امام کی نظر میں لائق اعتبار اور قابل استدلال ہیں۔

(۱) سنن ابی داؤد: الجزء الرابع، کتاب الادب رقم الحدیث - ۴۹۲۳ - مطبوعہ ریاض (عرب)

(۲) صحیح البخاری: جلد اول ص: ۶۵ عن عائشہ رضی اللہ عنہا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

مسند احمد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی

حدیث ہے:

أَنَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ كَانَ يُقْلَسُ لَهُ أَى يُضْرَبُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالْذِّفِّ وَالْغِنَاءِ
يَوْمَ الْفِطْرِ، ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ۔

رسول اللہ ﷺ کے سامنے عید الفطر کے دن دف بجا کر اشعار پڑھے گئے۔ امام
سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے۔

یہ سب کچھ دراصل بارگاہ رسالت مآب ﷺ کی قربت پالینے اور آپ کے
دیدار پر انوار کی خوشی میں تھا اور (خصوصاً) اس برکتوں والی عید کے موقع پر جو حضور علیہ
الصلوة والسلام کی ان کے درمیان موجودگی کی برکت سے لائق صدر رشک اور اشتیاق انگیز بن
چکی تھی۔

اور حبشیوں کا یہ مظاہرہ (رقص) محض رسم و عادت کے طور پر نہ تھا، جیسا کہ بعض
لوگوں نے یہ سمجھا ہے کیونکہ مسجد ان معاملات کے لیے نہیں ہے اور نہ ہی یہ امور بالعموم مساجد
میں سرانجام پاتے ہیں۔

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو بنو نجار کی بچیاں
راستوں میں نکل کر دف بجاتی ہوئی بلند آواز سے یوں کہہ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارِ مِنْ بَنِي النَّجَارِ

يَا حَبْلُ امْحُمْلُ مِنْ جَارِ

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں، واہ! ہماری خوش نصیبی کہ محمد ﷺ ہمارے جوار میں تشریف

لے آئے ہیں۔

(۱) الجامع الصغیر الجزء الثانی ص: ۱۱۹، مطبوعہ بیروت لبنان۔

ایضاً۔ سنن ابن ماجہ: جلد اول رقم الحدیث۔ ۱۳۰۳۱ اسناد صحیح و رجال وثقات۔

بعض سیرت نگار اتنا اضافہ کرتے ہیں:

فَمَرْحَبًا بِهَذَا النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ وَمَرْحَبًا بِسَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ - الحديث

خوش آمدید! اے نبی مختار! خوش آمدید! اے صالحین کے سردار! -

امام ابوسعید نیشاپوری علیہ الرحمۃ نے اسے ”شرف المصطفیٰ“ میں نقل کیا ہے۔ جبکہ

امام بیہقی اور ان کے استاذ امام حاکم نے اس روایت کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

غور کرو! کیا اس میں حضور علیہ السلام کے جمال جہاں آراء کی زیارت اور ان کی شان و شوکت سے تشریف آوری کی والہانہ خوشی کے علاوہ اور کچھ ہے؟

سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (۱)

أَنَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ مَرَّ بِبَعْضِ أَزْقَةِ الْمَدِينَةِ، فَإِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِذَقْنِهِنَّ وَيُغْنِينَ وَيَقْلْنَ،

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِي النَّجَارِ يَا حَبْدَ مُحَمَّدٍ مِّنْ جَارٍ

فَقَالَ: عَلَيْهِ السَّلَامُ، اللَّهُ يَغْلُمُ آتَى أُحْبِكُنَّ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے ایک محلہ سے گزرے، تو وہاں موجود انصاری

بچیوں نے اپنی دھنیں بجا کر استقبالِ نعمات گاتے ہوئے یوں کہا:

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں، اور ہماری کیا ہی سعادت مندی ہے کہ اللہ کے محبوب محمد

ﷺ ہمارے جوار میں تشریف لے آئے ہیں۔

یہ سن کر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اے بچیو! اللہ جانتا ہے کہ میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔

(۱) سنن ابن ماجہ: جلد الاول کتاب النکاح رقم حدیث: ۸۹۹، طبع دار الفکر

اسی طرح وہ روایات بھی دیکھوا جن میں بعض صحابیات کا ذکر آیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی اکرم ﷺ سفر یا جہاد سے بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے تو میں آپ کی صحیح سلامت اور بحفاظت واپسی کی خوشی میں، آپ کے روبرو دف بجاؤں گی۔

لہذا حضور علیہ السلام نے ان سب کو اپنی اپنی نذر پوری کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ اسی حوالے سے کئی روایات ایک سے زیادہ اسناد کے ساتھ مروی ہیں۔ سنن ابی داؤد، جامع الترمذی اور ان دو کے علاوہ بھی کتب حدیث میں ایسی احادیث مرقوم ہیں۔

جامع الترمذی کی روایت باب مناقب عمر میں ان الفاظ سے مروی ہے:

عن بريدة: قال خرج رسول الله ﷺ في بعض مغازيه، فلما انصرف جاءه جارية سوداء فقالت: يا رسول الله! انى كنت نذرت ان ردت الله صالحا ان اضرب بين يديك بالدف واتغنى، فقال لها رسول الله ﷺ: ان كنت نذرت فاضربى ولا قلا، فجعلت تضرب - الحديث قال الترمذى حديث حسن صحيح غريب من حديث بريدة رضى الله عنها -

حضرت سیدہ بریدہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے، جب لوٹ کر واپس آئے تو ایک سیاہ فام کنیز نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ، میں نے نذر مانی تھی، کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بخیر و عافیت واپس لے آیا، تو میں آپ کے سامنے دف بجا کر گاؤں گی، تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم نے واقعی منت مانی تھی تو دف بجاو اور نہ نہیں، تو اس کنیز نے دف بجائی۔

امام ترمذی فرماتے ہیں: بریدہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

اس روایت کو سیدی ابن عباد علیہ الرحمۃ نے اپنے رسائل میں بالعمی نقل کیا ہے۔ اور اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر کوئی شخص حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے اوقات میں اظہار خوشی کرتے ہوئے کسی نئے مباح عمل (کھیل تماشے) کا آغاز کرے اگرچہ بغیر کسی التزام اور منت کے ہو، تو کون سی چیز اس کے لیے ممانعت کا سبب ہے۔

شیخ فرماتے ہیں:

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تائیدی ارشادات مبارکہ نہ ہوتے، جن پر شریعت کا دار و مدار ہے تو یہ امور دین میں سب سے بڑی بدعت قرار پاتے۔

اسی قبیل سے ہے وہ روایت جسے امام عقیلی اور ابو نعیم اصفہانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

قال: لما قَدِمَ جَعْفَرُ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ، تَلَقَّاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَلَمَّا نَظَرَ جَعْفَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَجَلَ، قَالَ سَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مِنْ اَحَدِ
رَوَاتِهِ يَعْنِي مَشَى عَلَى رِجْلٍ وَاحِدَةٍ اعْظَاماً مِنْهُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَبِلَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، الْحَدِيثُ - (۱)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے ان سے ملاقات کی، جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی نظر چہرہ انور پر پڑی تو انہوں نے (حجل) رقص کیا۔ امام سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں: احتراماً اپنے ایک پاؤں پر چلنے لگے، تو حضور علیہ السلام نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

(۱) سنن ابی داؤد، المعجم الاصحاح، ص ۳۵۶، حدیث رقم: ۵۲۲۰

سنن ابی داؤد کی روایت امام شعبی سے مروی ہے جس میں "فَالْتَوَمَّ" (آپ نے انہیں سینے سے لگایا) لفظ ہے۔

”مسند احمد“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی روایت ہے جو حسن سے کم درجہ کی نہیں،

حجل زید بن حارثہ و جعفر و علیٰ بین یدیه علیہ السلام لما قال: لاؤل انت مولائی، وللسانی انت أشبهت خلقی وخلقی، وللثالث انت مِنی وَاَنَا مِنکَ - (۱)

ترجمہ: حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رقص کیا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کو فرمایا: تو میرا بیٹا راغلام ہے، دوسرے کو فرمایا: تو سیرت و صورت میں میرے مشابہہ ہے۔ اور تیسرے کو فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

اور طبقات ابن سعد میں ایک مرسل روایت یوں ہے جس کی سند امام ابن سعد کے نزدیک امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے۔

فقال جعفر فحجل حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم دار علیہ۔

یعنی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضور علیہ السلام کے ارد گرد حلقے کی صورت میں رقص کیا۔

والحجل: قال فی النہایة: ان یرفع رجلاً ویقف علی الآخر من الفرج - النہایة (فت الحدیث) میں ہے۔ حجل کے معنی ہیں، فرط مسرت سے ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پاؤں پر اچھلنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هو رقصٌ بهیئۃ مخصوصۃ - حجل: خاص حالت میں رقص کرنے کو کہتے ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حبشہ سے واپس آنے پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا رقص حضور علیہ السلام کی تعظیم و تکریم اور آپ کے دیدار کی خوشی اور احترام میں تھا۔ اور ان کے ساتھ دیگر دو اصحاب کا رقص اپنی تعریف سننے اور حضور علیہ السلام کے شرف مخاطبت کی لذت کے باعث تھا۔ اور اس بات کے شکرا نے میں تھا کہ حضور علیہ السلام نے کمال عزت و محبت اور قرب سے نوازتے ہوئے انہیں اپنی طرف نسبت عطا کی۔ اور یہ وہ عظیم کرم نوازی ہے جس پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس فعل پر توقف فرمایا اور قول و فعل سے ان کی تردید نہیں کی۔

اسی طرح رقص و قیام بھی حضور علیہ السلام کے یوم ولادت کی خوشی اور کائنات میں ان کی جلوہ آرائی سے مشرف ہونے کی خوشی میں کیا جاتا ہے۔ جو بلا توقف اسی وقت ہوتا ہے۔

یہی سبب ہے کہ اکثر مقتدایان علم و دین، اہل تقویٰ اور اہل نظر نے اس موضوع پر تعینفات فرمائی ہیں اور جمہور علماء امت نے اس حوالے سے ان کی پیروی کی ہے۔
غور کیجئے! آج کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم کے لیے جو قیام کیا جاتا ہے یعنی (کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے) اس میں کوئی مضائقہ ہے نہ پابندی، اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی شک و شبہ ہے کیونکہ اس کے جائز ہونے پر سلف و خلف (پہلے اور بعد والے علماء) کا اتفاق ہے۔

مشرق و مغرب کے تمام ائمہ (مذہب اربعہ کے فقہاء) نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت، مواجہہ شریف میں حاضری اور تربت مقدس و مطہر و منور کے نزدیک (حالت) قیام کو مستحب قرار دیتے ہیں۔

صحیحین (بخاری و مسلم) کی روایات سے رحمت عالمیان ﷺ کا انصار کی خواتین اور ان کے چھوٹے بچوں کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اسی طرح احادیث میں آپ ﷺ کا سیدتنا بی بی فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا اور حضرت علی وسیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے لیے قیام فرمانا اور ان کے علاوہ بھی بعض (محترم) لوگوں کے لیے کھڑے ہونا مذکور ہے۔

امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ نے ”شرح منہاج“ میں مضبوط اور مستند دلائل سے واضح کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسروں کے لیے (اعزازاً) قیام فرمانا ہمیشہ کا معمول تھا۔ ملائکہ کرام جو فوت ہو جانے والے کے جنازہ میں شامل ہوتے ہیں، ان کے اکرام کے لیے بھی آپ ﷺ نے قیام فرمایا، خواہ وہ جنازہ کسی غیر محترم یہودی کا ہی کیوں نہ ہوتا۔

اسی طرح یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آپ نے سرداران قوم اور معززین کے لیے احتراماً کھڑے ہونے کا حکم فرمایا، جب بھی کبھی کوئی صاحب سیادت انصاری یا بزرگ صحابی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ فرمایا کرتے:

قوموا الی مسیدکم اوقال خیرکم۔ الحدیث (۱)

اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ یا فرمایا! اپنے سے بہتر کے (استقبال کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

یہ گمان کرنا کہ آپ ﷺ نے یہ حکم صرف ان صحابی کو سواری سے اتارنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا، بالکل غلط ہے۔ علماء محققین اور ائمہ کرام نے اس زعم کی تغلیط کے بیشتر اسباب اپنی تصنیفات میں بیان کیے ہیں۔

رہا آپ ﷺ کا اپنی حیات ظاہری میں، اپنے لیے تعظیماً کھڑے ہونے سے منع فرمانا تو اکثر و بیشتر علماء کے نزدیک یہ وہ ممانعت ہے جو بطور انکساری اور اپنے بعض حقوق کی معافی کے طور پر فرمائی گئی حالانکہ اس (قیام تعظیمی) کے آپ ﷺ بجا طور پر مستحق اور حق دار ہیں۔ (۱) واللہ اعلم۔

(۱) رحمت کو میں ﷺ کا ادب و احترام اور بکھری ہوئی تعظیم و تکریم کی جان اور اصل دین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَسَوْفَ مَسْئُورًا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَنَفْسُؤُوهٖ وَنُفُؤُوهٖ (اس آیت ۹) تم پر لازم ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو۔

قاضی میاں ہاشمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے احترام و ادب اور تعظیم و تکریم کو لازم و واجب کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: معززو! کا مطلب ہے ان کا احترام کرو۔ اور امام الادب الحنفیؒ کہتے ہیں: معززو: یہ اللہ تعالیٰ تعظیماً: یعنی ان کا احترام سب کے لیے واجب ہے۔ (الشفاعہ: حضرت شریف حقوق المصطفیٰ علیہ السلام (۲۳/۲) حضرت امام شرف الدین یوسفی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ذُخِرَ مَا اَذْعَبَ النَّصَارَىٰ لِيَسِيْبَهُمْ
وَاحْتَكَمُوا بِمُؤَلَّفَاتِهِ وَاحْتَكَمُوا

جو بات عیسائیوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہی وہ نہ کہہ

(اس کے علاوہ) جو کچھ ان کی آخرفیہ و توصیف میں تو چاہے بیان کر۔

ائمہ اربعہ کے فرمودات کا خلاصہ تو یہ ہے کہ وہ قیام تعظیم جس کی خواہش رکھی جائے ممنوع ہے۔ اس طرح یوں کھڑے ہنا کہ کوئی بڑا شخص بیٹھا ہو اور باقی سب اس کے لیے احتراماً مسلسل کھڑے ہوں یہ بھی شرعاً ممنوع اور نہ پسندیدہ ہے۔ حدیث شریف میں بھی عجیبوں جیسی ہیئت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضرت شیخ متقی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے فیصلہ کن بات فرمائی ہے:

دائریں جہاں معلوم ہے شہد کہ مکروہ و نہی عند دوست داشتن برائیتان مردم است بخد مت بطریق تعظیم و تکریم و آن چہ بریں وچہ نہی و مکروہ نپاشد۔ (اشعۃ المصابیح، ج ۳، ص ۲۹)

یہاں سے معلوم ہوا کہ ممنوع و ناجائز یہ بات ہے کہ کوئی شخص ازراہ تکبر یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کی خدمت و تعظیم کے لیے اس کی بڑائی کے لیے کھڑے رہیں، اور جو قیاساً اس قسم سے نہ ہو وہ مکروہ و ممنوع نہیں۔

خلاصہ یہ کہ مکروہ و ناجائز قیام محبت نہیں بلکہ محبت قیام ہے۔ (محمودی)

فصل ہشتم

عَطِّرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَنَنَاءَهُ، وَمُنْ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

صحیح حدیث (مسلم) کے مطابق بلا شک و شبہ آپ کو ولادت با سعادت دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی۔ یہ بھی کہا گیا کہ رات کا آخری پہر تھا "الابرار" میں حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ سے ایسا ہی نقل کیا گیا ہے۔

کچھ لوگوں نے لکھا کہ دن کا وقت تھا جبکہ بعض اہل علم فرماتے ہیں:

حدیث شریف کے بیان کی روشنی میں صبح صادق کے آثار ظاہر ہو چکے تھے، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن تمام ائمہ محدثین کے نزدیک فضائل میں ضعیف حدیث پر بھی عمل کیا جاتا ہے۔ اس دوسرے قول پر اکثر علماء کا اتفاق ہے اور انہوں نے اس کی تصدیق کی ہے جبکہ مذکورہ بالا حدیث مسلم سے بھی اس احتمال کی تائید ہو گئی ہے جیسا کہ ہم نے اشارہ کیا تھا۔

اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ولادت مبارکہ مکہ معظمہ میں رات کے آخری پہر (صبح صادق کے وقت) ایک بلند پہاڑی کے قریب اُس مشہور مقام پر ہوئی جو آج کل (مصنف کے زمانہ میں) مسجد میلاد النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے مشہور ہے۔ جبکہ قبل ازیں یہ ایک رہائش گاہ اور مکان تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ "خیرزان" نے حصول (۱) مصروف کی شہرہ آفاق کتاب جو حضرت ثلث ماں سیدی عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ شیخ احمد بن مبارک سلجوسی (مفتی مصر) نے ان ملفوظات کو جمع کر کے تحریر کیا۔ اس کا جامع اردو ترجمہ اکثر پروفیسر محمد حسن علیہ الرحمۃ کے قلم سے بعنوان "غنیۃ المعارف" شائع ہو چکا ہے۔

حضرت ران بنت عطا المجرشیہ، یمن کے علاقہ جرش کی رہنے والی تھی۔ برہم قوم سے تعلق رکھنے والی یہ حسین و جمیل کنیز شعر و ادب کا بھی اچھا ذوق رکھتی تھی۔ اس کی ذہانت اور حاضر جوابی سے متاثر ہو کر مشہور عباسی خلیفہ محمد مہدی نے اسے خرید لیا اور پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ خیرزان کے دو بیٹے موسیٰ الحادی اور ہارون الرشید کی بعد دیگرے خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ بغداد کی اس ہائٹ ملکہ کا انتقال ۳۷۷ھ جمادی الآخر بمطابق ۹۸۹ء بروز جمعہ المبارک ہوا۔ ابن جریر کے مطابق دلی بھر محمد بن سلیمان (ہارون کے بہنوئی) کا انتقال بھی اسی روز ہوا۔ مترجم۔

ثواب و قرب الہی کے لیے یہاں مسجد بنوا دی تھی۔

اکثر علماء کی رائے ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت موسم بہار میں ربیع الاول شریف کے مہینے میں ہوئی۔ پھر کچھ نے کہا سات ربیع الاول کو ہوئی۔ ”صاحب ابریز“ کا بھی یہی خیال ہے۔

ایک رائے یہ ہے کہ آٹھ ربیع الاول کا دن تھا اکثر محدثین اور اہل تحقیق بھی اس طرف گئے ہیں۔

جبکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کا دن تھا، اہل مکہ کا عمل اس پر ہے اور ان کے علاوہ بھی لوگوں کی اکثریت اس پر عمل پیرا ہے۔

علماء کرام کی کثیر تعداد نے اس کو راجح (لائق اعتبار) قرار دیا ہے، اس حساب سے کہ عام الفیل کے اختتام کو اس وقت ایک ماہ بیس دن (۵۰، ایام) باقی تھے۔ (۱) صاحب ”ابریز“ فرماتے ہیں:

حضور علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو عام الفیل میں، مگر ہوئی ہاتھیوں کے آنے سے پہلے اور اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کے وجود اقدس کی بدولت ہی تو ہاتھیوں کو مکہ سے دور دھکیل دیا تھا۔

آپ ﷺ کی پیدائش بغیر کسی ناپاکی اور کدورت کے نہایت پاکیزگی کی حالت میں ہوئی، آپ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے، جو کہ قبلہ دعا بھی ہے اور عزت و تکرر والا مقام بھی ہے۔ آپ کی بقیہ انگلیاں بند تھیں۔ نہایت خشوع و خضوع، عاجزی و انکساری اور تڑپ کے ساتھ لوازمات بندگی و علامات عہدیت لیے صرف اور صرف اپنے خالق و مالک کی طرف متوجہ ہو کر غیر سے مکمل انقطاع کی کیفیت میں مسرور و منتون

(۱) حضرت شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ”مدارج المنہ“ جلد ۲ ص: ۱۵، میں لکھتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ کسی وقت اور زمانے سے (نسبت) حضور علیہ السلام کے لیے باعث شرف نہیں، بلکہ جس وقت زمانے اور لمحے کو حضور ﷺ سے نسبت ہوگی وہ جبرکہ و محترم ہو گیا۔ مسجد دی۔

(ختم شدہ) دست قدرت الہیہ سے آراستہ و پیراستہ معطر و معطر ہو کر، عنایت ازلی کا سرمہ آنکھوں میں لگا کر جلوہ فرما ہوئے۔

بعض سیرت نگاروں کا کہنا ہے کہ: آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کے ختنے کیے اور آپ کا اسم گرامی (محمد) رکھا۔

اس خوشی میں کھانے اور دعوت (عقیقہ) کا اہتمام کر کے حضور علیہ السلام کا اعزاز و اکرام فرمایا۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ کے ختنے فرشتوں نے شق صدر کے موقع پر اس وقت کیے جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تربیت و پرورش پا رہے تھے۔

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے ظہور قدسی کے وقت ایک ایسا نور دیکھا، جس کی تابانیوں میں انہیں شام کے محلات دکھائی دینے لگے، اور ولادت باسعادت کے وقت ساری زمین جگمگا اٹھی، ستارے خوشی اور عقیدت و احترام کے مارے آپ کی طرف بھٹکنے لگے، یہاں تک کہ آپ کے قرب و وصال کے حصول کے لیے عین ممکن تھا کہ وہ ارض خاکی پر گر جاتے۔

جب ولادت باسعادت کی مبارک رات تھی تو سارے عالم میں عجیب و غریب علامات اور خرق عادت امور و واقعات کا ظہور ہوا۔ یہ آپ کی نبوت کی ابتداء اور آپ کے ظہور قدسی کے اعلان و احترام کے طور پر تھا۔

ان میں سے جنات کی آپ کے بارے میں خبریں ”یہودی، عیسائی، راہبوں اور عرب کاہنوں کی پیشین گوئیاں بھی ہیں۔ کہ اس رات اللہ کے آخری نبی مختار اور خاتم المرسلین ﷺ پیدا ہوئے ہیں، جن کا دین باقی ادیان کو منسوخ کر دے گا۔ ان علامات میں سے ایک کسری (شاہ ایران) کے محل کا تھر تھرا نا اور یکے بعد دیگرے زلزلے کی زد میں آنا، اور ظاہری

طور پر معلوم و محسوس انداز سے متزلزل ہونا اور اس محل کے چودہ نگاروں کا ٹوٹ کر گر جانا بھی ہے۔

یہ سب نبی کریم ﷺ کی عزت و تکریم اور حالات شان کے اظہار کے لیے تھا۔ حالانکہ محل اپنی مضبوطی اور استحکام کے اعتبار سے نہایت پختہ اور عالیشان عمارت ہوتی ہے۔ جسے بادشاہوں اور حکام کے لیے اس خیال سے تعمیر کیا جاتا ہے کہ اب قیامت اور صور اسرافیل سے پہلے اسے کوئی ہمار نہیں کر سکتا۔

ان علامات میں سے ایک فارس کے آتشکدہ کا بجھ جانا بھی ہے۔ جس کی وہ لوگ عبادت کرتے تھے اور صبح و شام اسے روشن رکھتے تھے یہ آتش کدہ ہزار سال سے بجھ نہیں تھا اور اس کے آغاز سے لے کر اب تک اس کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

عام طور پر یہ طویل عرصے تک بجھنے کا نام نہیں لیتا تھا، اور بجھنے پر اسے فوری طور پر تقریباً گھڑی بھر میں پھر بھڑکا دیا جاتا تھا۔

ان ہی علامات میں سے ایک دریائے ساوہ کے پانی کا خشک (جذب) ہو جانا ہے ساوہ ایران کی مشہور و معروف بستیوں میں سے ایک ہے۔ جس کی وجہ شہرت مجوسیت اور آگ کی پرستش ہے۔ دریائے ساوہ کی لمبائی چوڑائی چھ فراسخ (۱۰ اٹھارہ میل) سے کچھ زائد بنتی ہے۔ اس میں چلنے والی کشتیاں مسافروں کو قریبی خشک علاقوں تک پہنچانے کا کام دیتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کی رات یہ (دریا) ایسا خشک ہو گیا، گویا کہ اس میں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔

آج کل شہر ”ساوہ“ اسی مقام پر آباد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا درود و سلام ہو۔ ہر لمحہ و لحظہ اس کے پیارے نبی و حبیب ﷺ پر۔

(۱) ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں اس کو فارسی میں فرسخ کہتے ہیں۔ غیاث اللغات۔ نمبر دی۔

ان عجیب علامات میں سے ایک وادی ”ساوہ“ کا سیراب ہونا بھی ہے، جو کوفہ کے قریب ایک بے آب و گیاہ ہستی تھی اور اس سے قبل اس میں پانی کا ہونا سننے اور دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ لیکن شب ولادت شریفہ کی صبح یہاں سے موجیں مارتا ہوا لہر اٹا اور بل کھاتا ہوا ٹھنڈے ٹیلے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔

ایک علامت یہ ظاہر ہوئی کہ شہاب ثاقب سے آسمان کی حفاظت کا اہتمام کر دیا گیا۔ شہاب ثاقب آتش شعلے (میزائل نما آگ) کی طرح کا ہوتا ہے جو دور سے مدہم اور مختصر دکھائی دینے والے ستارے کی مانند ہوتا ہے۔

باقی اس طرح شیاہین و جنات کو آسمانی راز چرانے سے روک دیا گیا کیونکہ کچھ باتیں ایسی باقی رہ جاتی تھیں جن سے آگاہی اور واقفیت کا حصول ان (جنات) کے لیے آسان تھا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شلہ کا ارشاد گرامی ہے:

وَاِنَّا كُنَّا نَقُودُهُمْ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِّسْمَعِ ط فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهُ

شِهَابًا وَّزَصْدًا ۝۹۰

ترجمہ: اور یہ کہ پہلے ہم آسمان میں سننے کے لیے کچھ ٹھکانوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ پس اب جو سننے کی کوشش کرے گا تو اپنی تاک میں آگ کا شعلہ (آسمانی میزائل) پائے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے:

کہ ابتدا میں جنات کے لیے آسمانوں میں کوئی پردہ نہیں تھا۔ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمان ان کے لیے ممنوع قرار دے دیئے گئے اور جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت طیبہ ہوئی تو ان کا داخلہ آسمانوں میں بند کر دیا گیا۔ اب ان

ان تینوں خواتین نے آپ کو کسی کی آغوش میں گزرتے ہوئے دیکھ کر (فرط عقیدت سے) اپنا اپنا پستان پیش کیا اور آپ کے دہن اقدس سے لگایا، ان میں دودھ اُتر آیا اور آپ نے نوش فرمایا۔

بعض علماء کا کہنا ہے، درج ذیل مشہور حدیث میں کمال مہربانی سے آپ نے ان ہی تین خواتین کو یا دفرمایا ہے:

اَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ سُلَيْمٍ

میں سُلیم کی عفت مآب خواتین کا بیٹا ہوں۔

امام ابن العربی المعافریؒ علیہ الرحمۃ نے ”سراج المریدین“ میں لکھا ہے: جس بھی خوش بخت خاتون نے نبی اکرم ﷺ کو دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا، اسے دولت ایمان نصیب ہوئی اور اس نے اپنے مالک حقیقی سے تعلق جوڑ لیا۔

یہ بات دلوں کے لیے باعث تسکین و تقویت ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم علیہ السلام کی عظمت و رفعت ہر حال میں، مختلف معاملات کو مجتمع کر کے ظاہر فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے:

أَنَّ السَّحْنَ وَالطَّيْرَ تَنَافَسَتْ فِي إِرْضَاعِهِ فَنُوذِيتُ أَنْ كُفُّوا فَقَدْ أَجْرَى

اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ عَلَى يَدِ الْبَاسِ -

(۱) الجامع الصغیر، ج ۱: ص ۷۰، ۷۱، بیروت

مع ابن العربی المعافری: ابو بکر محمد بن عبداللہ (بن محمد بن عبداللہ بن احمد بن العربی) جمرات ۳۲۰ شعبان المعظم ۳۶۸ھ کو ایشیلیہ میں پیدا ہوئے۔ اُنہیں کما کا بر محمد شین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ایشیلیہ میں قاضی القضاۃ کے عہد پر بھی فائز رہے۔ جزیۃ الاسلام امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ ان کے ساتھ دہش سے چلے۔ ۵۳۳ھ میں قاس میں فوت ہوئے۔

”اکام القرآن“، ”عارضۃ فلا حولی فی شرح الترمذی“ اور ”انوار الصمیمین“ کی مطبوعہ تصنیفات میں ہیں۔ محب اللہ بن الخطیب (انوار الصمیم کے مرتب و محقق) نے ان کی ۳۵ تصنیفات کی فہرست مقدمہ کتاب میں دی ہے۔ سے پچیسویں نمبر پر ”سراج المریدین“ کا تذکرہ موجود ہے۔ (مترجم)۔

جنت اور طیور (پرندے) اس بات پر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مباحثہ کر رہے تھے کہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت رضاعت سرانجام دیں گے، کہ اتنے میں انہیں ندا دی گئی، خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت انسانوں ہی کے سپرد کی ہے تاکہ محبوب کریم علیہ السلام بکمال راحت و احترام پرورش پا سکیں۔

لہذا اس سعادت عظمیٰ سے قبیلہ بنو سعد سے تعلق رکھنے والی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو مشرف کیا گیا۔ حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنے قبیلہ کی نہایت سرکردہ خاتون تھیں۔ اپنے عزیز واقارب میں بے حد احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔

سوائے نیک بختی اور بھلائی کے کچھ اور ان سے متوقع نہ تھا۔ جبکہ حضور علیہ السلام کی خدمت رضاعت کی برکت سے ان حسنت میں مزید اضافہ ہوا۔ ان کی معیشت میں فراخی خوشحالی اور کثرت ہو گئی اور انہیں طویل عسرت اور شدید تنگدستی و افلاس کے بعد توقع سے بڑھ کر بھیڑ بکریاں اور مال و متاع کی صورت میں آئی۔

بلکہ یہ فیوض و برکات نہ صرف حلیمہ بلکہ تمام قبیلہ بنو سعد کو حاصل ہوئے۔

”فتح الباری“ میں سیرت واقدی کے حوالے سے ہے:

انہ علیہ السلام تکلم فی اوائل ماؤلدو عند ابن عائذ اول ماتکلم به حين خرج من بطن أمه، اللہ اکبر کبیر أو الحمد لله کثیر أو سُبْحَانَ اللہ بُکْرَةً وَأَصِيلًا

حضور اکرم ﷺ نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا، اور ابن عائذ کے نزدیک آپ ﷺ نے شکم مادر سے ظہور فرماتے ہی یہ الفاظ کہے:

اللہ اکبر کبیراً وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَةً وَأَصِیْلًا

اللہ سب سے بڑا اور عظمت والا ہے۔ اور تمام تعریفیں بکثرت اسی کی ہیں، اور اللہ

کی پاکی ہے صبح بھی اور شام بھی۔

اور ”شواہد النبوة“ میں ہے:

روى ان رسول الله ﷺ لما وضع على الارض رفع رأسه وقال
بلسان فصيح لا اله الا الله واتى رسول الله -

روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب زمین پر لٹایا گیا تو آپ نے اپنے سر
مبارک کو اٹھا کر واضح الفاظ میں فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاتَى رَسُولُ اللَّهِ - اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا
رسول ہوں۔

امام الشہفیلی کی کتاب ”الروض لا نف“ میں واقعہ کے حوالہ سے ہے:

آپ ﷺ نے پیدا ہوتے ہی یوں فرمایا: جَلَّالَ رَبِّى الرَّفِيعُ -

میرے رب کی شان بلند ہے۔ ان مختلف عبارتوں میں تطبیق یوں ہوگی کہ آپ
ﷺ نے ان سب کلمات سے کلام فرمایا ہے۔

امام ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے:

حضور اکرم ﷺ کا جھولا شریف فرشتے جھلایا کرتے تھے۔

امام ابو عبد اللہ الحاکم نیشاپوری، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں: عن انس رضی اللہ عنہ، ان
رسول الله ﷺ كان آخر ما تكلم به: جلال ربى الرفيع فقد بلغت ثم قضى ﷺ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رسول اللہ ﷺ نے جو آخری کلمات فرمائے وہ یہ ہیں: جَلَّالَ رَبِّى الرَّفِيعُ - اتنا کہنا تھا کہ وہ صال ہو

گیا۔ (مترجم)

مستدرک حاکم: جزء الثانی ص: ۵۹، بیروت، لبنان۔

خطیب بغدادی، ابن عساکر اور امام بیہقی علیہم الرحمۃ وغیرہم نے روایت کیا ہے:
 کہ جب حضور علیہ السلام اپنے پالنے میں ہوتے تھے تو چاند آپ سے باتیں کرتا تھا
 اور آپ کو رونے سے روکتا تھا۔
 جبکہ نبی اکرم ﷺ اس سے باتیں اور گفتگو فرماتے ہوئے انگشت مبارکہ سے جس
 طرف اشارہ فرماتے وہ اس طرف ہو جاتا تھا۔
 اور آپ ﷺ چاند کے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہونے کی زوردار آواز
 سماعت فرمایا کرتے تھے۔



فصل نہم

عَظُرَ اَللّٰهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ وَقَنَاءِ، وَمُنَّ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاةِ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَافَةً وَسَلَامًا نَخْلُصُ بِهِمَا مِنْ مَخَنِ الْوَقْتِ وَاهْوَالِهِ ۝

رحمت عالم ﷺ کی نشوونما کا انداز عام لڑکوں کے پلنے بڑھنے سے بالکل مختلف تھا، آپ ﷺ کی (رفتار) افزائش ایک دن میں اتنی تھی جتنی عام بچوں کی ایک مہینے کی مدت میں ہوتی ہے۔

”شواہد النبوة“ میں ہے:

آپ ﷺ جب دو ماہ کے ہو گئے تو گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بچوں کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر جانے لگے، اور تین ماہ کے ہوئے تو اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ چار ماہ گزرے تو دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے۔ پانچویں ماہ از خود چلنے لگے۔ چھ ماہ ہوئے تو تیز وفناری سے چلنے لگے۔ جب آپ ﷺ سات ماہ کے ہوئے تو دوڑ کر ہر طرف آنے جانے لگے۔ اور جب آٹھ ماہ کے ہو گئے تو بولنا شروع کر دیا اور فصیح کلام فرمانے لگے۔ دس ماہ پورے ہوئے تو آپ ﷺ لڑکوں کے ساتھ تیز اندازی کرنے لگے۔

جب آپ کی رضاعت کی مدت پورے دو سال ہو چکی تو سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو ساتھ لے کر سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (اُمّ النبی) کے پاس آگئیں اور ان کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ﷺ کی مدت رضاعت کو بڑھا کر کچھ عرصہ مزید اس رحمت تمام کو ان کے ہمراہ رہنے دیں، تاکہ ان کی تربیت و پرورش اور زبان و بیان میں مکمل

پنجنگی اور مہارت پیدا ہو جائے۔

صحیح قول کے مطابق جب آپ کی عمر مبارک چار سال ہوئی تو جبریل و میکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کا سینہ اقدس چاک کر کے قلب اطہر کو باہر نکالا اور اس میں سے سیاہ لوتھڑا نما کوئی چیز نکال کر پھینک دی۔

پھر دونوں نے کہا، اے معزز پیغمبر اور عظیم نبی ایہ آپ کے ساتھ شیطان کی لذت کا سامان تھا۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا:

ان کو، ان کے دس امتیوں کے ساتھ تولو، تو اس نے آپ کا وزن ان کے ساتھ کیا، لیکن آپ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا سو (بندوں) کے ساتھ تولو! مگر آپ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا ایک ہزار کے ساتھ تولو! مگر آپ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا بس رہنے دو! خدا کی قسم اگر تم ان کو پوری امت کے ساتھ بھی تولو گے تو ان کا وزن زیادہ ہوگا۔

ان واقعات کے بعد حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا خوفزدہ ہو گئیں اور آپ علیہ السلام کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئیں جو اپنے لال کی جدائی میں مغموم اور رنجیدہ رہنے لگی تھیں۔

جس وقت سرور کونین ﷺ کی عمر مبارک چھ سال اور تین ماہ ہوئی تو مدینہ منورہ سے واپس آتے ہوئے مقام ”ابواء“ پر آپ کی والدہ کریمہ داغ مفارقت دے گئیں جبکہ آپ ﷺ ان کے ہمسفر اور چلیں تھے۔

ابواء مکہ اور مدینہ کے مابین، مدینہ سے زیادہ نزدیک ایک قصبہ ہے جو تقریباً ایک

۱۔ ابن الداری، جلد ۱۱، ص: ۱۳، مطبوعہ مکتبۃ السننہ۔ عن ابی ذر غفاری

۲۔ حضرت حمیدہ سعدیہ ہر چھ ماہ بعد آپ کو لا کر آپ کی والدہ ماجدہ اور دیگر اقرباء کو دکھاتی تھیں۔ دو برس کے بعد آپ کا دودھ چھڑایا گیا، حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں اور آپ وہاں کی موافقت کے پیش نظر مزید دو سال کے لیے حضرت حلیمہ کو خدمت کا موقع فراہم کر دیا گیا۔ محمد دی

دن کی مسافت پر واقع ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی تدفین مشہور صحیح اور محقق قول کے مطابق ابواء ہی میں ہوئی۔

ایک (ضعیف) قول کے مطابق انہیں مکہ معظمہ میں کوہ صفا کے قریب دفن کیا گیا۔ (اللہ اس کے شرف میں اور اضافہ کرے)۔

جبکہ اہل مکہ میں سے بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی قبر ”شعب ابی ذئب“ میں مقام تجون میں ہے۔ یہ بلند چوٹیوں والا ایک پہاڑ ہے۔

اور ان میں سے بعض کا خیال ہے کہ وہ ”مغللہ“ (پہاڑی ڈھلوانی مقام) ہی میں دفن ہیں لیکن ”دارالافتاء“ میں ہیں۔ یعنی ”شعب ابی ذئب“ میں نہیں۔ صاحب ”قلموس“ نے اسی پر اکتفاء کیا ہے لیکن صاحب ”تاج العروس“ نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے۔
”جبکہ بعض علماء نے کہا ہے:

سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابتداء میں ”ابواء“ ہی میں دفن کیا گیا اور ان کی قبر وہاں حفاظت و احترام سے موجود رہی لیکن بعد میں قبر کشائی کر کے مکہ معظمہ کے مقام ”تجون“ میں انہیں منتقل کر دیا گیا۔ واللہ اعلم۔

والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب نے کمال شفقت و محبت سے آپ کی سرپرستی و کفالت کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ ﷺ حضرت عبدالمطلب کی دوسری تمام اولاد کے برعکس ان کی خلوت اور آرام کے وقت بھی ان کے ہاں تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ (یعنی دادا کے نہایت چہیتے تھے)

آپ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو آپ کے معزز دادا عبدالمطلب بھی وفات پا گئے اور آپ کی کفالت کا ذمہ آپ ﷺ کے والد گرامی (حضرت عبد اللہ) کے سگے بھائی ابو طالب نے لے لیا۔

ابوطالب آپ سے شدید محبت کرتے تھے اور ایسی محبت آپ کے علاوہ انہیں کسی اور سے نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ آپ کو اپنے پاس ہی سلاتے اور جب بھی کہیں جانا ہوتا آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

جب حضور اکرم ﷺ کی عمر شریف بارہ سال دو ماہ دس دن ہوئی، تو آپ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کے سفر پر تشریف لے گئے، یہاں تک کہ (شام کی سرحدی شہر) ”بصری“ پہنچے اور بحیرہ الرہب نے وہاں پر آپ کو دیکھا، وہ آپ کی صفات کریمہ کی نمود سے آپ کو پہچان گیا اور آپ کے پاس آ کر آپ کا دست اقدس تھام کر کہنے لگا:

هَذَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، هَذَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، هَذَا يَبْعَثُ اللَّهُ رَحْمَةً
الْعَالَمِينَ۔ یہ تمام رسولوں کے سردار اور سارے جہانوں کے آقا ہیں، یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سے پوچھا گیا کہ یہ سب تمہیں کیسے پتہ چلا؟

تو اس نے جواب دیا: جب تم کسی پہاڑی پر چڑھتے تھے، تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہیں تھا جو ان کو جسدہ نہ کر رہا ہو اور یہ سوائے نبی کے کسی اور کو جسدہ نہیں کیا کرتے۔

اور میں انہیں مہر نبوت کی وجہ سے بھی پہچانتا ہوں جو ان کے دونوں کندھوں کی ہڈی سے نیچے سب کی طرح بنی ہوئی ہے۔ اور ہم نے یہ سب نشانیاں اپنی کتاب توراۃ میں سے اخذ کی ہیں۔

ابوطالب نے یہودیوں سے خطرہ کے پیش نظر آپ کو واپس لے جانے کا سوچا اور مکہ واپس لوٹ آئے۔

جب آپ ﷺ چودہ سال کی عمر کو پہنچے یا ابن ہشام کے قول کے مطابق پندرہ سال کے ہوئے یا ابن اسحاق کے مطابق بیس سال کے ہوئے تو ”حرب فجار“ (بروزن فجار) چھڑ گئی۔

یہ جنگ زمانہ جاہلیت میں قریش کے قبائل اور بنو قیس کے مابین ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس کے بعض ایام میں جنگ میں شرکت کی، آپ کے بعض چچاؤں نے آپ کو اپنے ہمراہ لے لیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فَكَانَتْ اَنْبُلُ عَلٰى عُمُوْمَتَيْنِ: یعنی میں اپنے چچاؤں کو تیراٹھا کر دیتا تھا۔ اس جنگ کو ”فجار“ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ حرمت والے مہینے میں لڑی گئی، یعنی جن مہینوں میں قتل و غارت ہمیشہ کے لیے ممنوع و حرام تھی۔ لیکن ان سب قبائل نے ان مہینوں کی عظمت و حرمت کو اجتماعی طور پر پامال کرتے ہوئے ان کے تقدس کو مجروح کیا اور گناہ کے مرتکب ہوئے۔ مسعودی کا کہنا ہے کہ ایسی چار جنگیں (فجار) عربوں میں لڑی گئیں۔

جب حضور علیہ السلام کی عمر مبارک پچیس سال ہوئی تو آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر ان کے غلام مینسورہ کی ہمراہی میں دوسری بار ملک شام تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ حضرت خدیجہ سے شادی کرنے سے پہلے کا ہے۔

آپ ﷺ نے بُضْرٰی کے بازار میں نسطور راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا:

راہب آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے سر اقدس اور پائے مبارک کو بوسہ دیا۔ اور کہنے لگا: اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ لہذا کہ لڑائیاں دو ہوئی ہیں۔ پہلی لڑائی اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر کم و بیش دس سال تھی، دوسری جنگ اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر دس سال کی جاتی ہے۔ ہجرت

ہیں۔ آپ وہی نبی اُمّی (ﷺ) ہیں، جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا: کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے سوائے نبی آخر الزماں (ﷺ) کے کوئی اور نہیں بیٹھے گا۔

ائمہ سیرت اور حفاظ حدیث کی تصریحات کے مطابق حضور اکرم (ﷺ) کا ان دو مواقع اور دو سالوں کے علاوہ کسی وقت شام کی طرف سفر کرنا یا یہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔

شام سے واپسی کے دو ماہ بچیس دن بعد ماہ صفر کے آخر میں جبکہ آپ کی ولادت باسعادت کو چھبیس سال گزرے تھے، آپ (ﷺ) نے حضرت ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا، جن کی عمر اس وقت تقریباً چالیس سال تھی۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنی عفت و پاکبازی اور سلیقہ مندی کے باعث ”ظاہرہ“ اور سیدۃ النساء (قریشی خواتین کی سردار) کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ آپ تمام ازواج مطہرات سے افضل ہیں۔ اور آپ ہی وہ نیک بخت خاتون ہیں جنہیں سب سے پہلے امام الانبیاء (ﷺ) کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ ہی اس اُمت میں سب سے پہلے ایمان سے مشرف ہوئیں۔

حضور علیہ السلام نے آپ کے ہوتے ہوئے نہ دوسرا نکاح فرمایا اور نہ ہی کسی لونڈی کو اپنے پاس رکھا۔

اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں، سب سے پہلے آپ ہی کا انتقال ہوا۔ نبی کریم (ﷺ) کی تمام اولاد آپ ہی کے بطن سے ہوئی۔ سوائے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے جو حضرت ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ماریہ قبطیہ کو مقوقس حاکم اسکندریہ (مصر) نے آپ (ﷺ) کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا تھا۔

مشہور قول کے مطابق جب آپ (ﷺ) کی عمر مبارک پینتیس (۳۵) سال ہوئی تو

آپ قریش مکہ کے ساتھ کعبہ کی تعمیر میں شامل ہوئے اور ان کے ساتھ بھاری پتھر اٹھا کر لاتے رہے۔ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی ضرورت آتش زدگی یا سیلاب کے اثرات کی بناء پر پیش آئی تھی۔

باہم دوران تعمیر، جب حجر اسود کی تنصیب اس کے مقررہ مقام پر کرنے کا وقت آیا تو باہم اختلاف پیدا ہو گیا اور فیصلہ ہوا کہ اگلے دن حرم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے کو ثالث مان لیا جائے۔

اگلے دن سب کی نگاہوں نے دیکھا کہ مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سب سے پہلے جلوہ فرما ہوئے ہیں۔ لہذا آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ ایک طویل و عریض کپڑے میں حجر اسود کو رکھ کر ہر قبیلے کا سردار کپڑے کا کونہ پکڑ کر اٹھائے۔ جب حجر اسود کا مقام قریب آیا تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حجر اسود کو پکڑ کر مقررہ جگہ نصب کر دیا۔ آپ کے اس عمل سے سرداران قریش کا باہمی اختلاف اسی وقت ختم ہو گیا۔

جب رسالت مآب ﷺ کی عمر مبارک پورے چالیس سال ہوئی تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو تمام خلق کی طرف بشیر و نذیر بنا کر مبعوث فرما دیا، آپ کی نبوت و رسالت کی بنیاد بلا شک و شبہ حق و صداقت (کے اصولوں) پر قائم تھی۔

لہذا آپ نے فیض رسالت (مخلوق تک) پہنچایا اور کفر و ضلالت اور جہالت کو مٹایا۔ امت کو دعوت و نصیحت کے ذریعے ہر مصیبت اور آفت سے نجات دلوائی۔ یہاں تک کہ لوگ جوق در جوق اللہ رب العزت کے دین کو اختیار کرنے لگے اور راہ حق سے منحرف کر دینے والے طریقے سے منہ پھیرنے لگے۔

آپ ﷺ اعلان نبوت کے ابتدائی ایام میں اپنے رب کی عطا کردہ فضیلت کے باعث جہاں سے بھی گزرتے تھے، راستے کے درخت اور پتھریوں کہتے تھے۔ اسلام علیک یا

رسول اللہ ﷺ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ اعلان نبوت کے بعد آپ نے تیرہ سال مکہ معظمہ میں قیام فرمایا اور وحی کا نزول اسی جگہ ہوتا رہا، اور ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں اسی طرح آپ پر وحی نازل ہوتی رہی۔

رب تعالیٰ نے عمر مبارک کے تریسٹھویں (۶۳) سال کی ابتداء ہی میں آپ کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس وقت آپ کے سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس سال بھی سفید نہ تھے۔ ۲۔

اہل علم نے نظم و نثر میں بکثرت ان واقعات اور معجزات کو کتابی صورت میں قلم بند کیا ہے جو آپ کے سبب یا آپ کے دست منتخب پر ظاہر ہوئے، اور جو علامات اور خرق عادات امور آپ کی نسبت اور مناسبت سے والدہ ماجدہ کے شکم میں جلوہ گری سے لے کر لمحہ وصال تک ظہور پذیر ہوئے، ان کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

صلوات اللہ وسلامہ علیہ، وعلیٰ کلِّ مَنْ هُوَ مِنْهُ وَإِلَیْهِ ۝ آپ پر اللہ کا صلوة و سلام ہو اور ہر اس شخص پر جو آپ کی بارگاہ سے کامل وابستگی رکھتا ہے۔ آمین



۱۔ (۱) جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۰۳، مطبوعہ کراچی۔ ۱، م ترمذی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے: قال رسول اللہ ﷺ: ان سمكة حمرًا كان یسلم علی لیالی بعثت انی لا عرفہ الا ان ۝ (ص ۲۰۳، بیضا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابتداء نبوت میں مکہ شریف کا ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اُسے پہچانتا ہوں۔ مترجم

(ب) نفس داری ص ۱۵: ۱۵

ج ترمذی جلد ثانی ص ۲۰۳، مطبوعہ کراچی

فصل مہم

عَطِّرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَنَسَاءِ، وَمَنْ
عَالِمُنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهُدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً
وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

علماء کرام اور ائمہ محققین کے ارشادات کے مطابق اللہ کی مخلوق (خصوصاً) نسل
انسانی کو اپنی تمام ضروریات زندگی سے زیادہ جس چیز کی احتیاج ہے، وہ معرفت رسالت
مآب ﷺ ہے۔

یعنی آپ کے احوال و کیفیات اور صورت و سیرت سے آگاہی اور ان دینی و دنیوی
محاسن و خصائص عالیہ سے واقفیت جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی میں جمع
فرمائے ہیں۔

چہرہ انور

آپ ﷺ کی ظاہری صفات میں سے یہ بھی روایات میں ہے، کہ آپ ﷺ کا چہرہ
انور ایسے دمکتا تھا جیسے چودھویں کی درخشاں رات میں بدر کامل چمکتا ہے۔
اللہ کی توفیق یافتہ کوئی بھی نگاہ جب پورے ذوق سے آپ کی طرف اٹھتی ہے، تو
آپ کا چہرہ اقدس اُسے سورج اور چاند کی طرح لگتا تھا، بلکہ رُخ انور ان دونوں سے کہیں
بڑھ کر روشن اور تاب دار تھا۔

قد و قامت زیبا

حضور اکرم ﷺ نہایت میانہ قد تھے، یعنی کوتاہ قامت سے بلند اور طویل القامت
سے کچھ کم بلند تھے۔ ۛ

حضرت سیدی عبدالحق بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: جب تک سید الوجود ﷺ کی معرفت حاصل نہ ہو اس وقت تک اللہ
کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی، اور شیخ (مرشد) کی معرفت کے بغیر آپ ﷺ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ (غزینہ
معارف، ص ۹۹) مترجم

مطلع نور رسالت رخ زیبا تیرا

مقطع ختم نبوت قد رعنا تیرا

اور جب آپ ﷺ دراز قد لوگوں کے ساتھ چلتے تھے تو آپ ہی سر بلند دکھائی دیتے تھے اور یہ آپ کے رب کی طرف سے معجزانہ طور پر تھا۔

جب آپ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے دونوں مبارک کندھے باقی لوگوں کے کندھوں سے نمایاں نظر آتے تھے۔

رنگت مبارک

حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا رنگ نہ تو شدید سفیدی مائل تھا اور نہ ہی بہت زیادہ گندم گوں، بلکہ آپ ﷺ نہایت خوش نما سرخی مائل گوری رنگت والے تھے۔

جس سے تاریک دل جہمگانے لگے

اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

مبارک زلفیں

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بال مبارک گہرے سیاہ تھے۔ آپ کی مقدس زلفیں نہ تو بہت زیادہ خم دار تھیں اور نہ ہی بالکل سیدھی تھیں۔ بلکہ ان دونوں کی درمیانی صورت میں تھیں، اور (ہر وقت) ایسا لگتا تھا جیسے کسی نے کنگھی کی ہوئی ہے۔ آپ کے موئے مبارک کچھ خم دار اور نہایت موزونیت سے جدا جدا بھی تھے۔

معطر بدن

حضور اکرم ﷺ بہترین، موزوں اور حسین و جمیل جسم کے مالک تھے اور ایسا امکان شعر النبی ﷺ رجلاً لا جعداً ولا سبطاً۔ آپ کے بال قدرے ٹھنڈے ہوتے تھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ بالکل بکڑے دار۔ (دلائل للبیہقی ۲۳۰:۱۶)

شاکل ترمذی کا باب (ما جاء فی شعر رسول اللہ) بھی ملاحظہ فرمائیے۔ (مترجم)

توازن و اعتدال آپ ہی کی شان عالی کے شایان تھا۔

آپ ﷺ کے جسم اقدس کی خوشبو کستوری، مشک اور عنبر تو کیا دنیا کی ہر خوشبو سے زیادہ معطر و معنبر تھی، بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان آپ کے پسینہ اطہر کو اپنی خوشبو یا ت میں ملا یا کرتے تھے تاکہ مہک میں مزید اضافہ ہو جائے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے جسم اطہر و انور کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اور یہ اس لیے کہ آپ ﷺ نور ہیں، اور نور سے ظلمت چھٹ جاتی ہے اور اس (ظلمت) سے پیدا ہونے والی قباحتیں مٹ جاتی ہیں۔

آپ ﷺ جب بھی سورج یا چاند کے سامنے کھڑے ہوتے، تو آپ کے نور سے سورج اور چاند (یا چراغ) کی روشنی دھندلا جاتی تھی۔ (ﷺ)

حضور اکرم ﷺ خالص نور تھے یعنی آپ کے نورانی اعضاء مقدسہ لباس مبارک سے جدا (لباس کی اوٹ میں) اپنے ہونے کا احساس دلاتے تھے۔ گویا کوئی درخشندہ آفتاب ہے جو لوگوں کے درمیان (رہ کر) اپنی چمک والی رنگت کے ساتھ حسن و جمال کی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ)

سرایا مبارک

آپ ﷺ کمال اعتدال کے ساتھ بھرے ہوئے جسم والے تھے، جس کی خوبی میں کسی عیب کا شائبہ تک نہ تھا۔ آپ نہایت متوازن، معتدل اور ایسی حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے جس میں حسن تناسب کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اپنی ذات میں مجسم موزونیت تھے اور کوئی عضو بھی، افراتفر یا کثاکثر نہیں تھا۔

سِرِّ اَقْدَس

آنحضرت ﷺ کا سر اقدس (ہر وقت رُشطل میں) بڑا تھا۔ جو آپ کے اعصاب دماغی کے بلا آمیزش (غیر معمولی طور پر) مضبوط ہونے کو ظاہر کرتا تھا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زلفیں کبھی شانوں سے مس ہوتی تھیں، تو کبھی آدھے کانوں تک، کبھی کانوں کی لوت تک بھی ہوتی تھیں اور کبھی ان دونوں سے بڑھ بھی جاتی تھیں لیکن کندھوں تک نہیں پہنچ پاتی تھیں۔

آپ کبھی کبھار زلفوں کی آرائش فرماتے تھے اور اس میں ازواج مطہرات (رضی اللہ عنہن) کی خدمات حاصل کرتے تھے لیکن داڑھی (ریش) مبارکہ میں آپ بنفس نفیس کنگھی فرماتے تھے، کسی اور کے حصہ میں یہ سعادت نہیں آسکی۔

آپ پہلے پہل بالوں کو سر کے گرد یا پیشانی مبارک کی طرف چھوڑا کرتے تھے، بعد میں سر کے درمیان سے مانگ نکال لی اور دونوں طرف دو دو کی صورت میں چار گیسو بنا لیے۔

جبین سعادت

آنحضور ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی اور دیدہ بینا کے لیے باعث کشش تھی۔ آپ ﷺ گھنی، تنکی، بھراہی اور پوری غیر متصل بھنوں والے تھے۔ (یعنی جو ایک دوسری سے مل ہوئی نہ تھیں) یہ پیشانی کی کشادگی کو ظاہر کرتا ہے یعنی جس صورت میں دونوں ابرؤں کے بالوں کے مابین فاصلہ ہوتا ہے۔ اہل عرب بھنوں کی (اس فاصلے والی) صورت کو ترجیحاً پسند کرتے ہیں اور اس کی طرف مائل بھی ہوتے ہیں۔ جبکہ عجی لوگ بھنوں کے ملاپ کو بہتر سمجھتے ہیں اور اس کو اختیار کرتے ہیں۔ عربوں کی نگاہ تیز اور طبیعت نازک ہوتی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے آپ کے خصائص میں بیان کیا ہے: كَانَ شَعْرُهُ ﷺ بَاصِلَ الْخَلْفَةِ مَسْرُوحًا وَأَبْكَعًا
مبارک بال عقبی طور پر کٹے تھے۔ (سنن احمدی دارشاد: ۲۸: ۲، بحوالہ "شہادۃ ربوبیت" ص ۱۳۰)

چشمان مبارک

حضور اکرم ﷺ کی (چشمان مبارک) آنکھوں کی پٹلیاں گہری سیاہ اور پھیلی ہوئی تھیں جبکہ سفید حصہ دونوں آنکھوں کا بہت زیادہ سفید تھا۔ جبکہ آنکھوں کے سفید حصے کے ساتھ سُرخ ڈورے ملے ہوئے تھے۔ (گویا قدرتی سرمہ لگا ہوا تھا) اور یہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل اور علامت کے طور پر تھا۔

آپ علیہ السلام کی پلکیں جدا جدا اور واضح تھیں یعنی پکوں کے بال نمایاں نظر آتے تھے۔

آپ ﷺ جب سو جاتے تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح آپ کی آنکھیں سو جاتی تھیں لیکن قلب اطہر (دل) نہیں سوتا تھا۔

رُخسار مبارک

حضور اکرم ﷺ کے دونوں رُخسار مبارک ابھرے ہوئے نہ تھے یعنی دونوں رُخساروں کا گوشت ابھرا ہوا (ناہموار) نہیں تھا۔

بینی مبارک

آپ ﷺ کی بینی (ناک) مبارک لمبی، پتی اور درمیان سے قدرے بند تھی، ”دقیقی“ یعنی اونچی اور لمبی ناک جس کا درمیانی حصہ مضبوط ابھرا ہوا ہوتا۔

نیچی نظروں کی شرم و حیا پر دُرود

اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: کان رسول اللہ ﷺ، واضح الخلدین۔ آپ کے رخسار نہایت ہی بلند رہے۔ (مسلم الحدیث، ۴/۲۰۳، بحوالہ شہکار ریویٹ)

دہن اقدس

وَإِنَّهُ كَانَ ضَلِيلَ الْفَمِّ (صحیح مسلم، کتاب الفہائل)

اور آنحضرت ﷺ کا دہن اقدس فراخ تھا، یعنی وسعت والا تھا جو کمال فصاحت پر دلالت کرتا تھا۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا

ہشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل ریوی علیہ الرحمۃ)

دندان مبارک

”پختہ دندموٹی دیاں ہن لڑیاں“

اور آپ ﷺ کے دندان مبارک (انمول) حد درجہ سفید، نورانی اور چمکیلے تھے۔ سفید ہونے کے ساتھ ساتھ خوش منظر اور حسن ترتیب کا شاہکار بھی تھے۔ آپ کے دانتوں کی رطوبت (تری) شیریں تھی، اور دانتوں کی صفائی کا کیا کہنا وہ اپنے انتہائے کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ کا لعاب دہن (مبارک) گاڑھے بیٹھے پانی کی طرح تھا جو بچوں کو دودھ کی بجائے غذا کے طور پر کفایت کرتا تھا۔

آپ ﷺ کے سامنے والے دودانت باہم ملے ہوئے نہیں تھے بلکہ ان میں ہلکا سا خلا اور کشادگی تھی۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان کے درمیان سے نور چھڑتا ہوا دکھائی دیتا تھا اور ریخوں (دانتوں کے مابین خالی جگہ) میں چمکتا رہتا تھا۔

لہجہ شیریں

حضور انور ﷺ کے زبان و بیان میں انتہائی فصاحت پائی جاتی تھی۔ آپ ﷺ کا لہجہ بے حد شیریں تھا اور آواز میں ایک طرح کا رعب تھا۔ آپ ﷺ کی گفتگو میں لچر پن اور

گلہ شکوہ نہیں ہوتا تھا۔

میں شمار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زہاں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
(حدائق بخشش)

الغرض خالق لم یزل نے آپ ﷺ کے تمام اعضاء و اجزاء اور حواس کو ایسا غیر معمولی بنادیا کہ اس کی مثل و مثال کسی دوسرے انسان میں ملنا ناممکنات میں سے ہے۔
سرور کونین ﷺ اپنی پشت کے پیچھے سے ایسے ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ آگے اور سامنے سے دیکھتے تھے۔ ایسے ہی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رات کے وقت اور شدید اندھیرے میں بھی (چیزوں کو) ایسے ہی ملاحظہ فرماتے تھے جیسا کہ دن کے وقت اور بہت زیادہ روشنی میں ملاحظہ فرماتے تھے۔

آپ ﷺ وہ دیکھتے تھے جو دوسروں کو دکھائی نہیں دیتا تھا اور وہ جانتے تھے جسے دوسرے نہیں جانتے تھے۔ آپ وہ سب سنتے تھے جو دوسروں کو سنائی نہیں دیتا تھا۔ آپ ﷺ کا کلام اور وعظ دور والوں کو قریب والوں کی طرح سنائی دیتا تھا اور آپ علیہ السلام خوشبو اور اس جیسی دیگر چیزوں کو کافی فاصلے سے سونگھ لیتے تھے۔ یعنی آپ ﷺ کی قوت شامہ غیر معمولی طور پر تیز تھی۔

۱۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَخْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرْفُطْ غُيُوبِي
وَإَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَلِدْ الْبَيِّنَاءِ
خَلْفُكَ مُبْرَأٌ مِنْ غَمَلٍ غَنِيْبٍ
غَمَلُكَ قَدْ خَلَفْتَنِي كَمُخَفَاءِ

ترجمہ: آپ جیسا حسین میری آنکھ نے دیکھا ہی نہیں اور آپ ﷺ جیسا صاحب جمال کی عورت نے دنیا ہی نہیں۔ آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا، گو یا آپ کو آپ کی مرضی کے مطابق تخلیق کیا گیا۔

۲۔ انھیں انکبری، ج: ۱، ص: ۶۱ مطبوعہ بیروت، لبنان

۳۔ (۱) بخاری، باب الخوارج فی الصلوٰۃ، مسلم، کتاب الصلوٰۃ

(ب) (الجامع الترمذی الجلد الثانی، ص: ۵۷ مطبوعہ کراچی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنْسِي اَزَى مَا لَا تَرَوْنَ مِنْ دَمٍ وَكَمْ دَمٍ يَكْتُمُونَ
جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ (الجامع الترمذی۔ ایضاً)

انغرض اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اعضاء مبارکہ میں وہ کمالات رکھ دیئے تھے جن کا حصول کسی اور کے لیے محال ہے۔

آپ ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی طرح جہاں نہیں آتی تھی۔ کیونکہ جہاں اکثر کافلوں و سستی کے باعث آتی ہے اور ناکارہ لوگوں ہی سے اس کا ضد و ر ہوتا ہے۔

چہرہ انور

آپ ﷺ کا با عظمت روئے انور بے ہنگم انداز سے فرہ نہیں تھا بلکہ خوبصورتی سے بھرا ہوا تھا۔ اسی طرح مکمل طور پر گولائی میں نہیں تھا بلکہ بیضوی شکل میں تھا یعنی لمبائی اور گولائی کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھا۔ اور کیوں نہ ہو، کہ آپ حسن و جمال میں تمام بنی نوع انسان اور ملائکہ و جنات سے بڑھ کر ہیں۔

حسن یوسف ، دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(سعدی شیرازی علیہ الرحمہ)

ریش مبارک

نبی اکرم ﷺ کی ریش (داڑھی) مبارک گھنی تھی، لمبائی اور چوڑائی میں نہایت موزوں اور حسن تناسب کا نمونہ تھی، کیونکہ آپ ﷺ کے تمام معاملات اعتدال اور توازن پر مبنی تھے۔

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل

ہلہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

موئے مبارک

آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر اقدس میں سفید بال ہیں سے زیادہ نہیں تھے۔
بلکہ محاط اعداد و شمار کے مطابق انہیں موئے (بال) مبارک سفید تھے۔

گردن مبارک

آپ ﷺ کی گردن مبارک کسی بے عیب، تراشیدہ پیکر کی مانند تھی۔ (اور رنگ)
اس شفاف چاندی کی طرح نکھرا ہوا تھا جس میں تغیر اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔

سینہ مبارک

آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا اور کندھوں سے ملا ہوا تھا۔ (یعنی نمایاں تھا)
بازو لمبے اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں (گوشت سے) بھری ہوئی تھیں اور ہتھیلیاں فراخ
تھیں۔ آپ ﷺ لطیف الحسن تھے یعنی ظاہری و باطنی طور پر سونگھنے اور محسوس کرنے کی
صلاحیت غیر معمولی تھی، اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ان نوازشات سے بہرہ ور تھے، جن کے
حصول سے شاہان عالم اور دیگر خلایق عاجز ہیں۔

ہتھیلی مبارک

آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم، مشک و عنبر سے زیادہ معطر اور برف
سے زیادہ ٹھنڈی تھی، اور ہر بھلائی اور عطائی طرف تیزی سے مائل ہونے والی تھی۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر نہایت پہ لاکھوں سلام

بغل مبارک

آپ ﷺ کی مقدس بغلوں میں بال نہیں تھے۔ اہل سیرت نے اس کی رنگت سفید

بیان کی ہے لیکن یہ سفیدی عبد اللہ بن اقرم الخزاعی کی سفید رنگت جیسی ناگوار نہ تھی۔ اور ان میں بد بو نہیں ہوتی تھی بلکہ بغلوں کے پسینہ مبارک سے نایاب کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں:

”میں نے آپ کے جسم اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کی خوشبو کے غلے اُٹھ رہے تھے۔“ الموابہ لہند فیہ الجزء الاول ص: ۶۶، بیروت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وَلَا تُشْمُتُ مَسْكًا قَطُّ وَلَا عَطْرًا كَانَ الطَّيِّبُ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ ﷺ۔

میں نے کبھی کوئی کستوری اور عطر ایسا نہیں سونچا جو نبی کریم ﷺ کے پسینہ مبارک سے زیادہ خوشبو دار ہو۔

(صحیح مسلم، ج: ۳، ص: ۲۵۷، دائرۃ المعارف للصحیح، ج: ۱، ص: ۱۸۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا پسینہ مبارک لے کر ہلور عطر استعمل کرتی تھیں اور کبھی فرماتی تھیں ہذا عروفاک نجعلہ فی طہینا وھو من اطیب الطیب۔ (ایضاً صحیح مسلم)

یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا پسینہ مبارک لے کر میں اسے اپنی خوشبوؤں میں ملاؤں گی کیونکہ یہ تمام خوشبوؤں سے زیادہ محض ہوتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے:۔ نسر جو ابر کھٹہ لصبنا۔ ہم اسے برکت کے لیے اپنے بچوں کو لگا دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَصْنَب۔ تو نے درست کیا۔ (مسلم، ایضاً)

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میرے وصال کے بعد جب میرے کفن اور میت کو خوشبو لگاؤ تو میرے آقا کے مبارک پسینہ کو اس میں ضرور شامل کر لیا۔ (بخاری، بسبب من دار فو مالقات عندہم)

صحابہ کرام علیہم السلام اسی پسینہ مبارک کی خوشبو سے اندازہ لگایا کرتے تھے کہ معطر و معطر وجود والے آقا مہدی ﷺ اس راستے سے گزر کر تشریف لے گئے ہیں۔

عمر زمیں، جبر ہوا، ملک تر غبار
اولیٰ سی یہ شاخت تری رنگدہ کی ہے
(حدائق بخشش)

زانوس مقدس

وَإِنَّهُ كَانَ ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ وَهِيَ رُؤُوسُ الْعِظَامِ
آنحضرت ﷺ کے (جسم مبارک) کے جوڑ بڑے بڑے تھے یعنی مبارک ہڈیوں کی جڑیں وسیع (مضبوط) تھیں، اور یہ اس بات پر دلالت کرتی تھیں کہ آپ کے اندرونی اعضاء بھی کامل طور پر قوی اور مستحکم ہیں۔

شکم و سینہ مبارک

آپ ﷺ کا شکم مبارک ہموار اور سینہ اقدس فراخ تھا۔ حلق مبارک کے نیچے سے بالوں کی ایک کیر پتلی نازک شاخ کی طرح ناف سے ملی ہوئی تھی۔
آپ ﷺ کی پشت مبارک اور شکم (پیٹ) اقدس پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔
البتہ آپ ﷺ کے بازوؤں۔ شانوں اور سینے کے بالائی حصے پر بال مبارک تھے۔

مہر نبوت

خاتم النبیین ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان (جانب پشت) مہر نبوت تھی۔ یہ ابھرے ہوئے سرخ گوشت کی طرح بائیں کندھے کو ہڈی سے نزدیک تھی۔ یہ شکل میں سیب یا کبوتری کے انڈے جیسی تھی۔ اس کے ارد گرد تھل تھے جو مسوں کی طرح معلوم ہوتے تھے اور اس پر گچھا نما بال بھی معلوم ہوتے تھے۔

اسید اعلیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے: آپ ﷺ کے (جسم مبارک) کے جوڑ بڑے بڑے تھے۔ دلائل النبوة، للہمشی (۱: ۱۶۲)
بعض روایات کے مطابق یہ ناز و نیک کی طرح خوشبودار تھی اور آپ کے شکم اقدس اور سینہ پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔
مع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے آپ کے شانوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے قریب مہر نبوت دیکھی۔ (صحیح مسلم، کتاب المغاسل)

فضلات مبارکہ

آپ ﷺ کے فضلات مبارکہ سطح ارض پر دکھائی نہیں دیتے تھے بلکہ خارج ہونے والا تمام مواد زمین نگل جاتی تھی اور وہاں سے اس وقت تر و تازہ کستوری جیسی خوشبو اٹھا کرتی تھی۔ بلکہ ہر خوشبو اور عطر سے سے زیادہ اچھی مہک آتی تھی۔

رسالتاً آپ ﷺ اپنے وجود اقدس اور اعضاء مبارکہ (کے غیر معمولی ہونے) کے باعث لوگوں میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور اس کے ساتھ ہی آپ قوی و کامل حواس والے بھی تھے۔

آپ ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے جبکہ حق تعالیٰ شانہ نے شیطان کو خفیہ یا علانیہ کسی حالت میں بھی آپ پر غلبہ نہیں کرنے دیا۔

نظافت و نفاست

آپ ﷺ ہر ماہ زیر ناف بالوں کو مونڈتے تھے اور کبھی کبھار چونا (بال صفا پاؤڈر) بھی استعمال فرماتے تھے۔ جمعۃ المبارک کی نماز سے پہلے ناخن شریف تراشتے اور لمبیں (مونچیں) مبارک پست فرماتے تھے اور خوشبو بھی لگاتے تھے۔

قدمین شریفین

آپ ﷺ کے مبارک تلوے (درمیان سے) گہرائی والے تھے۔ یعنی پاؤں کا درمیانی حصہ کچھ اٹھا ہوا تھا۔ آپ علیہ السلام کے دونوں پاؤں نہایت ہموار اور نرم تھے یعنی ملائم، گداز اور چکنے تھے جن میں کوئی خشکی اور گڑھا نہیں تھا۔ اور نہ ہی متوازن جلد میں کسی قسم کا کسٹاؤ تھا۔

مبارک ایڑھیاں

آنحضرت ﷺ کی مبارک ایڑھیاں کم گوشت والی تھیں یعنی زیادہ بھری ہوئی نہیں

تھیں اور ہر حسین ایڑھی پر اپنے حسن کے لحاظ سے فائق تھیں۔

آپ ﷺ قدم اقدس کو زمین سے بڑو اور نپے تلے انداز سے اٹھاتے تھے اور جب زمین پر رکھتے تو نہایت نرمی، عاجزی اور احتیاط سے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ وقار سے قدم بھر کر چلتے تھے۔ نہایت میانہ روی سے چلتے یعنی نہ اتنا تیز کہ باقیوں سے آگے نکل جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ پیچھے رہ جائیں۔

ایسا تھا گویا زمین خوبصورتی سے ان کے لیے لپیٹ دی گئی ہے، ساتھ چلنے والے، تیز چل کر جب پاس پہنچتے تو آپ کو معمول کے مطابق (بالکلف) رواں دواں پاتے تھے۔ آپ ﷺ چلنے میں آگے کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے اور کشتی کی طرح سامنے کی طرف مائل رہتے تھے۔

کہنے والوں نے کہا ہے کہ آپ کمال متانت اور وقار کے ساتھ دائیں بائیں جھکے جاتے تھے۔

عارض شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوش تر ایڑیاں
تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

”مسند احمد“ میں ہے:

”ان سبابة قدميه كانت اطول من بقية اصابعهم ليدبه“

آپ کے قدمین شریفین کی انگشت سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) بقیہ

انگلیوں سے ذرا لمبی تھی۔

”الابریز“ میں حضرت غوث وقت سیدی عبدالعزیز دہانغ علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ: آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت دیکھنے میں درمیانی انگلی کے برابر معلوم ہوتی تھی۔

یہ بات بھی مشہور ہے کہ آپ ﷺ جب کسی چٹان (پتھر) پر خرام فرماتے تو کبھی اس میں نشان ظاہر ہو جاتا تھا اور جب کبھی ریت پر چلتے تو اس پر قدمین مبارکہ کا نشان ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

لیکن احادیث و روایات میں اس کی کوئی اصل ابھی تک نامعلوم ہے اسی طرح حدیث کی قابل اعتماد کتب میں اس سے متعلقہ کوئی چیز نقل نہیں کی گئی۔ سوائے اس کے کہ بعض شواہد مجموعی صورت میں ایسے ملتے ہیں جن پر بطور دلیل اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اور وہ ہیں، بعض پتھروں اور چٹانوں (کے ٹکڑوں) پر قدم کے نشانات۔ ان میں سے بعض کی نسبتیں صحیح سند کے ساتھ کچھ انبیاء کرام علیہم السلام سے ملتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور بے شمار اہل اللہ اس میں شامل ہیں۔

کسی نبی کو ایسا معجزہ نہیں دیا گیا، جس کی مثل یا اس سے افضل و بہتر اور باکمال معجزہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو عطا نہ کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ایک دفعہ قریش اکٹھے ہو کر اپنے معروف نبوی کے پاس گئے اور کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کا پاؤں دیکھ کر بتاؤ، کس کا پاؤں نقش قدم ابراہیم کے مشابہ ہے۔ ”اس نے جب حضور علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشانات دیکھے تو ہکا بکا اٹھایا پاؤں اس کے مشابہ ہے۔“ (حجۃ اللہ علی العالمین ۶۸۳)

بیت اللہ کے پاس ایک پتھر آج بھی موجود ہے، جس کا نام مقام ابراہیم ہے۔ اس پتھر پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے مبارک قدم کا نشان ہے۔

امام زرقانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح کرنے والے متقدمین و متاخرین میں یہ مشہور ہے کہ آپ جب کسی پتھر پر قدم رکھتے تو وہ نرم ہو جاتا اور اس میں قدم مبارک کا نشان ظاہر ہو جاتا تھا۔ (شرح مواہب ۳۰: ۲۲۸)

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بیت المقدس اور مصر میں ایسے پتھر موجود ہیں جن پر آپ کے مبارک قدم کا نشان ہے۔ لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں اور ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں۔ (نحوالہ، شاہکار و بیعت، ص ۲۰۱)

جہاں میرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
(غالب دہلوی)

فلاح کل کی ضمانت ہے جڑی جس کی
وہ نقش پائے ہے خوش خصال کیا کہنا
(شہزادہ جی)



فصل یازم

عَطِّرَ اَللّٰهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبٍ ذِكْرِ حَبِيبِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ وَتَنَاهَا، وَمُنَّ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَذَا، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَخَنِ الْمَوْتِ وَاهْوَالِهِ ۝

ایسے ہی آنحضرت ﷺ کی باطنی خوبیوں اور بلند پایہ اخلاقی صفات کا تذکرہ بھی روایات میں بیان ہوا ہے۔

آپ ﷺ اوائل عمر اور زمانہ بچپن سے لے کر لمحات وصل باری تعالیٰ تک بہترین اور کامل اخلاق کے حامل اور اعلیٰ ترین اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔

آپ ﷺ جس طرح صورت میں سب لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھے ایسے ہی سیرت و اخلاق میں بھی تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبی والے تھے۔

آپ ﷺ سب سے بڑھ کر سچی بات اور سچی زبان والے تھے۔ عہد و بیان کو سب سے زیادہ نبھانے والے تھے۔

لوگوں میں سب سے زیادہ فحش اور ناپسندیدہ امور سے گریز فرمانے والے تھے۔ یہاں تک کہ اعلان نبوت سے بھی پہلے آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارا جاتا تھا، جو کہ آپ کی امانت داری، صداقت اور پاکیزگی کی شاندار گواہی بھی ہے۔ اور اس بات کی شہادت بھی کہ آپ کے رب نے آپ کی ذات والا صفات کو کس قدر صفات عالیہ اور سچے سچے محاسن کریمانہ سے نوازا ہے۔

نبی اکرم ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر انصاف کرنے والے، سب سے زیادہ

درگزر فرمانے والے، لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ نرمی والے، انسانوں کے لیے سب سے زیادہ بہتر انسان اور لوگوں کو سب لوگوں سے زیادہ نفع پہنچانے والے تھے۔

آپ کا دست مبارک سب لوگوں سے زیادہ نرم تھا اور آپ سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والے تھے۔ آپ کے جسم اقدس اور مقدس سانسوں کی مہک ہر شخص سے بہتر اور بڑھ کر تھی۔ آپ ظاہری و باطنی طور پر تمام انسانوں سے زیادہ کامل و اکمل تھے۔

آپ سب سے بڑھ کر رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ اور ہر اک سے زیادہ حسین سیرت و اخلاق کے مالک تھے۔ سب سے زیادہ اللہ کی معرفت اور شدید خشیت رکھنے والے تھے۔

آپ غصہ بہت کم فرماتے اور راضی بہت جلد ہو جاتے تھے۔ وضع داری کا پیکر اور فصیح اللسان تھے۔ شیریں بیان اور رعب و ہیبت والے تھے۔ سب سے زیادہ معزز اور پختہ و درست رائے کے مالک تھے۔

بلا ضرورت گفتگو کا آغاز نہیں فرماتے تھے۔ غصہ ہو یا رضا ہمیشہ حق بات قبول فرماتے تھے۔ لایعنی گفتگو کرنے والے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اور کسی کی غلط روش کو برقرار نہیں رکھتے تھے۔

کبھی کبھی کھیل تماشے ملاحظہ فرماتے اور اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔ بعض دیہاتی گروہ آپ کی خدمت میں بلند آواز سے بولتے لیکن آپ تحمل کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ آپ کی محفل، علم و فضل، حیاء و متانت اور اکسار و صبر پر مبنی ہوتی تھی۔ اور اس میں ممنوعات شرعیہ کا ارتکاب نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی خدمت میں آپ کے اصحاب کی آوازیں بلند نہیں ہوتی تھیں۔

آپ معززین کا اکرام فرماتے اور سرداران قوم اور بزرگی والوں کے ساتھ خوش

دلی سے پیش آتے تھے۔ کسی سے اگر کوتاہی سرزد ہوتی تو اس کا جواب جفا سے نہیں دیتے تھے جو شخص آپ کی خدمت میں عذر پیش کرتا، اس کی معذرت قبول فرماتے تھے۔

آپ مزاج بھی فرماتے لیکن سوائے حق بات کے کچھ نہیں کہتے تھے۔ آپ اٹھتے بیٹھتے ذکر الہی، تعلیم و تبلیغ اور حق کی تلقین میں مشغول رہتے تھے۔

آپ کے معمولات کا کوئی لمحہ ایسا نہ تھا جو لہجہ سے خالی ہو یا جس میں لازمی طور پر دنیوی اصلاح کا کوئی پہلو نہ ہوتا ہو۔ آپ نہایت حیاء اور عاجزی والے تھے۔ بڑائی، حسد یا لڑائی جھگڑے والے امور کو ترک فرما دیتے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی نعلین شریف خود ہی مرمت فرما لیتے تھے اور کپڑوں میں پیوند بھی لگا لیتے تھے۔ اپنی بکری کا دودھ بھی دودھ لیتے تھے اور اپنے اکثر کام خود کرتے تھے۔ آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتے تھے۔ اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ کمال حسن و خوبی کا رویہ رکھتے تھے۔ گھریلو کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ ان کے گھروں میں ان کے ساتھ مل کر گوشت کاٹتے تھے۔

آپ مساکین سے محبت فرماتے اور ان کے ساتھ گھل مل کر بیٹھتے تھے، ان کے مریضوں کی عیادت فرماتے اور جنازوں میں ان کے ساتھ شرکت فرماتے تھے۔

کبھی کبھار (بطور تواضع) چادر اور چٹیل کے بغیر ننگے پاؤں پیدل چلتے تھے۔ ایسے ہی کبھی ٹوپی اور عمامہ شریف کے بغیر (اکساری سے) ننگے سر چلتے تھے۔

بعض اصحاب کرام کے ساتھ مریضوں کی مزاج پُرسی کے لیے مدینہ منورہ (اللہ تعالیٰ اس کے شرف، اکرام، حرمت اور برکت میں اضافہ فرمائے) کے مضافات میں بھی تشریف لے جاتے تھے۔ آپ غریب، امیر، غلام، آزاد اور مسکین سب کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ جو میسر ہوتا زیب تن فرماتے اور جو موقع پر موجود ہوتا تناول فرماتے تھے۔ ہر قسم

کی سواری اونٹ، ٹھہر، گھوڑے اور گدھے پر سوار ہوتے تھے اور چھوٹے بڑے سب آپ کے پیچھے سواری پر سوار ہوتے تھے۔

ہمیشہ سواری کرنا آپ کا مستقل معمول نہ تھا بلکہ کسی ناگزیر ہنگامی حالت کے علاوہ آپ پیدل چلنے کو ترجیح دیتے تھے۔

آپ کبھی کسی غذا کے ذائقے کو بُرا نہیں کہتے تھے اور نہ ہی پیش کیے گئے کھانے میں کوئی نقص نکالتے تھے۔ بلکہ بھوک کی صورت میں کھا لیتے بصورت دیگر ایک طرف کر دیتے تھے، یا ہاتھ کھینچ لیتے تھے۔ ایسے ہی بچھونے میں بھی عیب نہیں نکالتے تھے بلکہ اگر بچھا دیا جاتا تو آرام فرما لیتے تھے ورنہ زمین پر ہی لیٹ کر نیند پوری کر لیتے تھے۔

آپ تحفہ قبول فرماتے تھے خواہ وہ خرگوش کی ران یا پانی کا گھونٹ ہی کیوں نہ ہوتا تھا۔ اور اس کے جواب میں فقر و فاقہ کا خدشہ رکھے بغیر کوئی (بہتر) چیز عنایت فرماتے تھے۔ ملاقات کے لیے آنے والے کا اکرام فرماتے اور کبھی اپنی چادر مبارک اس کے لیے بچھا دیتے تھے اور اس کو چادر پر بٹھاتے تھے۔ اپنا تکیہ مبارک اعزازی طور پر اسے عطا فرماتے تھے۔ آپ ممکن حد تک کم کھاتے تھے اور اپنے دسترخوان سے اصحاب حقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر مساکین کے لیے اٹھار کھتے تھے۔

کبھی کبھار بھوک کے باعث اور دنیا سے بے رغبتی اور گریز کے اظہار کے لیے شکم اطہر پر پتھر بھی باندھ لیتے تھے اور اس کے ذریعے ترک دنیا کی ترغیب اور انکساری کا اظہار فرماتے تھے۔

آپ ﷺ خدائی فرمانوں اور اُن کی ساری کنجیوں سے نوازے گئے تھے۔ بلند پہاڑوں کی آرزو تھی کہ آپ کے لیے زرد جوہر یا اجناس یا جو آپ چاہیں ویسے بن جائیں اور جہاں آپ جائیں آپ کے ساتھ ساتھ چلیں لیکن آپ نے اجتناب اور گریز کیا۔

آپ سے تعلق رکھنے والا ہر شخص یہی گمان کرتا تھا کہ وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و محترم ہے۔

آپ عطر اور اچھی خوشبو والی ہر چیز پسند فرماتے تھے اور بدبودار ہوا اور تعفن کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ جب اپنے اصحاب کرام میں سے کسی کے ساتھ ملتے تھے سلام و کلام اور مصافحہ میں پہل فرماتے تھے، کبھی اظہار محبت و فرط مسرت کے لیے اس کا ہاتھ پکڑ کر دباتے اور اپنی گرفت اس پر مضبوط کرتے تھے۔

آپ ﷺ بیوہ اور بے شوہر خواتین کی دلجوئی اور حاجت روائی کے لیے ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ ایسے ہی رحم دلی کے جذبے سے کمزور مخلکوں کی درپیش مشکلات حل فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس بھی غلام، خدام اور کنیزیں تھیں۔ آپ کھانے پینے، اور پہننے اور دیگر استعمال کی چیزوں میں ان پر فوقیت اختیار نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی مساکین و فقراء کی تحقیر کرتے تھے۔ اور کسی کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار نہیں فرماتے تھے اگرچہ وہ کتنا ہی کم مرتبہ ہوتا اور نہ ہی سرداروں اور رئیسوں کے رعب میں آتے تھے۔ ان سب کے لیے نیکیاں طور پر بارگاہ ربوبیت میں ایسی دعا فرماتے جو ہر قسم کی لگی لپٹی اور نمائش سے خالی ہوتی تھی۔ آپ نے اپنے دستِ رحمت سے کسی کو کبھی نہیں مارا، نہ ہی کبھی کسی زوجہ کو مارا اور نہ ہی کسی غلام کو سوائے اس کے کہ آپ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہوں۔

کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ نے کسی تکلیف دینے والے سے انتقام لیا ہو۔ سوائے اس کے کہ ممنوعات شرعیہ کے ارتکاب کی صورت میں سزا دی ہو اور اللہ کے لیے (شرعی) بدلہ لیا ہو۔ اور جب کبھی آپ سے کسی مسلمان یا کافر، خاص یا عام کے لیے بددعا کرنے کو کہا گیا تو آپ نے گریز فرمایا اور اس کے حق میں بھلائی کی دعا کی۔ آپ اکثر و بیشتر اپنے اصحاب کرام کے پیچھے چلتے تھے اور اپنی پشت اللہ کی طرف سے مامور فرشتوں کی محافظت جماعت کے

لیے خالی رہنے دیتے تھے۔

کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ سے کچھ مانگا گیا اور آپ نے انکار کیا ہو اور نہ ہی کبھی کسی کو برے الفاظ یا الغرض کلمات سے یاد فرمایا۔ اور جب بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو معاملات میں سے ایک لینے کا اختیار دیا تو آپ نے ان دو میں سے اپنی امت کے حق میں آسان، ہلکا اور بہتر اختیار فرمایا بشرطیکہ اس میں گناہ کا قطع رحمی کا یا بدگمانی پر اصرار کا کوئی پہلو نہ ہوتا۔

مجموعی طور پر بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل آپ پر فرمادی اور اس حسن اخلاق کو اس درجہ کمال تک پہنچا دیا کہ کسی اور کے لیے اس کا حصول شدید ترین مشقت کے بغیر محال ہے۔ اور آپ ﷺ کی ذات میں ایسے اوصاف حمیدہ اور شامل جمیلہ جمع فرمادیے جو تمام مخلوق میں سے کسی اور فرد میں جمع نہیں کئے گئے اور آپ کو حق تعالیٰ نے بہترین عادات اور حسین ترین اور کامل شامل و خصائل سے بہرہ ور فرمایا اور آپ کو اولین و آخرین، ظاہر و باطن کا علم دیا جو (آپ کے سوا) تمام مخلوقات اور جہانیاں میں کسی اور کو نہیں دیا گیا، الغرض کائنات میں کوئی کمال ایسا نہیں جو ان کے کمال سے ماخوذ نہ ہو۔ ایسے ہی کائنات میں جہاں بھی کوئی حسن موجود ہے وہ آپ ہی کے جمال لازوال سے مستفیض ہے۔

کوئی صاحب عقل و شعور اس بات میں شک نہیں کرے گا کہ آنحضرت ﷺ کی صفات شریفہ کو آپ کے علاوہ کسی اور مخلوق یا انسان کی صفات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ آپ کے اخلاق کریمہ کو آپ کے علاوہ کسی بھی عہد کے خوش خلق لوگوں کے خلق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

مثال کے طور پر آپ کی صفت حیا کو کسی اور کی حیا پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اگرچہ وہ کتنا ہی کامل حیا والا ہو۔ بلکہ کسی بھی مومن، ولی اللہ اور پیغمبر میں پائی جانے والی حیا و شرم آپ ﷺ کا پرتو ہے اور آپ کے بحر بیکراں کا ایک چھینٹا (چٹو) ہے۔ آپ ﷺ تو وہ ہیں، جنہوں نے صفت حیا کا کمال اتمام احاطہ فرمایا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کے ہر وصف و خوبی، تعریف و توصیف اور کمال و فضیلت کے بارے میں کہا جاسکتا ہے۔ اسی لئے تو آپ ﷺ کے رب کریم عز و جل نے آپ ﷺ کی مدح ایسے کی ہے: **وَ اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝**
 بے شک آپ عظیم ترین اخلاق والے ہیں۔

لہذا آپ ﷺ کا ہر نعت گو، نعت کی حقیقت سے عاجز ہونے کے باعث اختصار سے کام لیتا ہے (اور کہتا ہے) میں نے اور میرے علاوہ کسی اور نے بھی آپ سے پہلے یا بعد کوئی حسن و کمال کا پیکر آپ جیسا نہیں دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بھی سُننے میں نہیں آیا کہ انہوں نے آپ کے اوصاف حمیدہ کو کامل طور پر بیان کیا ہو اور اس کا باعث آپ کی عظمت شان اور ہیبت بھی ہے اور یہ بھی کہ ان اصحاب کو اس بات کا علم تھا کہ کسی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ مکلفاً اس بارگاہِ عظیم کی قدر و منزلت کے بیان کا حق ادا کر سکے۔

اسی لیے متقدمین میں سے بڑے بڑے قادر الکلام اور فاضل شعراء، جیسے ابوتمام، ابو البحتری، اور ابن الرومی وغیرہ نے آپ کی نعت کہنے کی جرأت نہیں کی کیونکہ یہ ان کے فہم و فن سے بالاتر تھا اور ان کے ادبی میدان کی مشکل ترین صنف تھی اس لیے کہ تمام مطالب آپ کے مقام و مرتبہ سے فروتر ہیں اور ساری خوبیاں آپ کے اوصاف و محاسن سے کم درجہ کی ہیں۔ اور آپ کی مدح و ثناء میں کیا جانے والا ہر غلو کم مرتبہ ہے۔ کسی بھی قادر الکلام اور وسیع المطالعہ شخص کے لیے یہ (نعت کا حق ادا کرنا) سخت مشکل بات ہے اگرچہ وہ اپنے آپ کو کیسا ہی فصیح اور ماہر فن سمجھتا ہو۔

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا صلوة و سلام ہو اور ہر اس فرد پر جو آپ ﷺ سے نسبت رکھتا ہے یا آپ کی بارگاہ سے وابستہ ہے۔ آمین

فصل دوا زکھم

عَظُرَ اَللّٰهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ وَتَنَاهَا، وَمُنَّ عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَدَاهَا، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً وَسَلَامًا تَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝

رسالت مآب ﷺ کی فضیلت و فوقیت نہ صرف دیگر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام پر بلکہ تمام مخلوقات و عالمین حتی کہ ملائکہ مقربین و معززین پر احادیث صحیحہ متواترہ و مشہورہ سے ثابت ہے۔

اور یہ وہ امر ہے جس کا علم امت مسلمہ کے لیے ضروریات دین کی حیثیت رکھتا ہے اور اپنی اہمیت کے پیش نظر قرآن و حدیث کی کسی ظاہری دلیل و شہادت کا بھی محتاج نہیں ہے یہ وہ عقیدہ ہے جس پر اعتقاد رکھنا اس کی قطعی دلیل اور پختہ ثبوت کے پیش نظر ہر مسلمان پر واجب و لازم ہے۔ اور جو کچھ اس (عقیدہ اہل سنت و جماعت) کے علاوہ دشخوری اور دوسرے (معتزلی و ظاہری) بیان کرتے ہیں ادب سے دور ہونے کی بات اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اس (موقف) پر کوئی ظاہری دلیل پائی جائے تو اس کی تاویل کرنا لازم ہے۔

اخرج الشيخان من حديث ابى هريرة، قال:

أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُلْحِمُ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذَّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَهَمَسَ مِنْهَا نَهْسَةً فَقَالَ: أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَهَلْ تَذَرُونِ بِمِ ذَاكَ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيثَ الشَّفَاعَةِ۔

امام بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ

(ایک بار) بارگاہ رسالت میں گوشت آیا اور اس میں سے بکرے کی دسی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی آپ اسے پسند فرماتے تھے، پس آپ ﷺ نے مبارک دانتوں سے بطور نغمہ کچھ کھایا اور فرمایا: میں قیامت کے دن سب لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو، یہ کس وجہ سے ہے۔ پھر آپ نے حدیث شفاعت ارشاد فرمائی۔ (متفق علیہ)

امام طبرانی "معجم الکبیر" اور حاکم و بیہقی "کتاب الرؤیۃ" میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَسَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَمَا مِنْ النَّاسِ أَحَدٌ إِلَّا هُوَ تَحْتَ لَوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْتَظِرُ الْفُرَجَ ۝

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں روز قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا، اور ہر شخص قیامت کے دن میرے (نشان) پرچم کے نیچے کشائش کا منتظر ہوگا۔

1۔ امام مسلم اور امام ابوداؤد، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

إِنَّا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ ۝

ترجمہ: میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ اور سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور پہلے میری ہی شفاعت مقبول ہوگی۔

2۔ امام احمد اور ترمذی نے بسند حسن صحیح نقل کیا اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

أَنَسَيْتُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِي لَوَاءُ الْحَمْدِ
وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لَوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ
تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا فَخْرَ ۝

ترجمہ: میں روز قیامت اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور (اس پر) کوئی فخر نہیں، اور حمد کا جھنڈا
میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور (اس پر) کوئی فخر نہیں، آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ کوئی نبی ایسا
نہیں ہوگا جو میرے پرچم تلے نہ ہو۔ اور سب سے پہلے میری ہی قبر کھلے گی اور (اس پر) کوئی
فخر نہیں، اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور میری ہی شفاعت مقبول ہوگی، اور
(اس پر) مجھے کچھ فخر نہیں۔

3۔ امام محمد بن عیسیٰ ترمذی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، فَأَكْسِي حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ
أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ، لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي ۝
ترجمہ: سب سے پہلے میری قبر شق ہوگی، اور مجھے جتنی حُلّوں میں سے ایک حُلّہ (خلعت)
پہنایا جائے گا اور پھر میں عرش الہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا، ساری مخلوق میں سے
میرے علاوہ کوئی اور اس مقام پر کھڑا نہیں ہو پائے گا۔

4۔ صاحب ”سنن دارمی“ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

أَلَا أَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
تَحْتَهُ آدَمَ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَنَا أَوَّلُ مُشَفِّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَحَدُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ ۝

۱۔ الترمذی: ۲۰۲، مطبع کراچی (ب) سنن ابن ماجہ: ۴۳۰۸، رقم (ج) (احمد مستدراک: ۱۰۵، ۱۰۶)

۲۔ ترمذی: ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸

ترجمہ: سن لو! اور میں اللہ کا حبیب ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں، اور میں روز قیامت حمد کا جھنڈا اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ فخر نہیں، اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعت ہوں اور کچھ فخر نہیں اور میں سب انگوں پچھلوں سے زیادہ معزز و کرم ہوں اور کچھ فخر (مقصود) نہیں۔

5۔ امام شجاع الدلیلی (۴۴۵-۵۰۹ھ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

وَأَنَا سَيِّدُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مِنَ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ ۝

ترجمہ: اور میں پہلے تمام انبیاء و مرسلین (علیہم السلام) کا سردار ہوں اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا۔

6۔ امام بیہقی نے ”فضائل الصحابة“ اور حاکم نے ”مستدرک“ میں نقل کیا ہے:

أَنَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ ۝ ۳۰ ترجمہ: میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔

7۔ امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامُ النَّبِيِّينَ وَخُطِيبُهُمْ وَصَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ ۝ ۳۰

ترجمہ: قیامت کے دن میں انبیاء کا امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

۱۔ (ا) مستدرک فردوس: جز داول، ص ۳۳، طبع مکتبہ المکتبۃ

(ب) کنز العمال: جز داول فی عشر ص: ۶۵، رقم: ۲۷۹۰۔

8۔ امام داری اور امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مختصر روایت کیا ہے:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجاً إِذَا بُعِثُوا، وَأَنَا آخِرُهُمْ إِذَا وَقَفُوا،
وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا انْصَبُوا، وَأَنَا شَفِيعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا، وَأَنَا مَبَشِّرُهُمْ إِذَا أَلْيَسُوا،
أَكْرَمَهُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَلَوَاءَ الْحَمْدُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمَ وَلَدِ
آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوفُ عَلَى أَلْفِ خَادِمٍ، كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ أَوْ لَوْلُؤُ
مَنْقُورٌ ۝

ترجمہ: میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب
کا پیشوا ہوں گا جب وہ اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش
ہو جائیں گے اور جب وہ روک دیئے جائیں گے تو میں ان کی شفاعت کروں گا، اور جب وہ
امید ہوں گے تو میں انہیں بشارت سناؤں گا۔ اور عزت اور خزانہ کی گنجیاں اس دن میرے
ہاتھ میں ہوں گی اور **لَوَاءُ الْحَمْدِ** اُس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں تمام انسانوں
سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے ارد گرد ہزار خادم موجود ہوں
گے۔ گویا کہ وہ محفوظ سفید انڈے ہیں یا نکھرے ہوئے موتی۔

9۔ امام دیلمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے:

أَنَا أَشْرَفَ النَّاسِ حَسَباً وَلَا فَخْرَ، وَأَكْرَمُ النَّاسِ قَدْرًا وَلَا فَخْرَ۔

الخ۔

ترجمہ: میں سب لوگوں سے اعلیٰ حسب و نسب کا مالک ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب لوگوں سے
زیادہ قدر و منزلت رکھتا ہوں لیکن کچھ فخر نہیں۔

10۔ امام دارمی نے بھی حضرت جابر کی روایت مرفوعاً نقل کی ہے جس کے سب راوی ثقہ ہیں:

أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفِّعٍ وَلَا فَخْرَ ۝

ترجمہ: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور کوئی فخر نہیں، اور میں آخری نبی ہوں اور کوئی فخر نہیں، اور میں پہلا شافع اور مقبول الشفاعت ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

11۔ امام حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنْ أَبْرَاهِيمَ لَيَرْغَبُ فِي شَفَاعَتِي ۝

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ابراہیم علیہ السلام بھی میری شفاعت کے طالب ہوں گے۔

12۔ امام مسلم نے بھی ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِنَبِيِّهِ ﷺ فِي مَسْأَلَةِ تَزْيِيدِهِ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى حَرْفٍ وَعَلَى حَرْفَيْنِ وَعَلَى سَبْعَةِ أَحْزِفٍ، وَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُيْنَهَا، قَالَ: فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّتِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأُمَّتِي، وَأَخَرْتُ الثَّلَاثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَى الْخَلْقِ كُلُّهُمْ حَتَّى اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر گرامی ﷺ سے قبولیت دعا کے بارے میں فرمایا کہ قرأت قرآن کے ایک انداز پر (الگ) قبولیت ہے، دو پر بھی اور ساتوں لہجوں پر بھی جو مختلف اوقات میں اختیار کیے جائیں۔ اور آپ ﷺ کے لیے قرآن کی قرأت کے ہر لہجے پر ایک

۱۔ سنن دارمی: ج ۱، ص ۲۳، رقم: ۴۹

صحیح مسلم: جلد اول، ص ۲۷۳، طبع کراچی

یقینی مقبولیت ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں دعا کی: اے اللہ میری امت کو بخش دے، اے اللہ میری امت کو بخش دے، جبکہ تیسری دعا کو میں نے اس دن کے لیے چھوڑ دیا جب ساری مخلوق حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف رجوع کریں گے۔

13۔ امام ابوالحسن اصفہان "المطولات" میں اور امام ابن عساکر بسند حسن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

وَلَدَ آدَمَ كُلُّهُمْ تَحْتَ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْتَحُ لَهُ بَابُ الْجَنَّةِ ۝

ترجمہ: روز قیامت تمام اولاد آدم میرے پرچم کے نیچے ہوگی ورنہ سب سے پہلے میرے لیے جنت کا دروازہ کھلے گا۔

14۔ امام طبرانی "معجم کبیر" میں اور ابن اثیر اپنی تاریخ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

إِنَّ الْجَنَّةَ حَرِّمَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ حَتَّى ادْخُلُوهَا، وَحَرِّمَتْ عَلَى الْأُمَمِ حَتَّى تَدْخُلَهَا أُمَّتِي ۝

ترجمہ: بے شک جنت تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے حرام ہے جب تک میں اس میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔

15۔ امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

آتَى بَابَ الْجَنَّةِ فَأَسْتَفْتَحُ فَيَقُولُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ: بِكَ أَمْرٌ أَيْ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَكَ ۝

۱۔ الجامع الصغير ج ۱ ص ۱۹۶، الجزء الثانی فی طبع بیروت۔ کنز العمال ج ۷ ص ۳۶، رقم: ۱۶۸۔

۲۔ کنز العمال: (الجزء الثانی فی طبع بیروت) ص ۵۰، رقم: ۶۶، رقم: ۶۸۹، رقم: ۱۹۳۔

۳۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۱۳، طبع کراچی۔ مسند احمد: جلد ثالث ص ۱۳۶۔

ترجمہ: میں جنت کے دروازے پر پہنچ کر دستک دوں گا۔ تو دربان فرشتہ کہے گا تم کون ہو؟ میں جواب دوں گا، محمد (ﷺ) تو فرشتہ کہے گا، مجھے آپ ہی کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ یعنی آپ سے پہلے یہ دروازہ میں نے کسی اور کے لیے نہیں کھولا۔

16۔ امام دامادی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

وَالَّذِي نَفْسِي مَحْمُودٌ بِيَدِهِ ، لَوْ بَدَأْتُ الْكُفْرَ مُوسَى فَاتَّبَعْتُهُ
وَتَرَكْتُ مُوسَى لَضَلَلْتُ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ، وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَادْرَكَ نُبُوَّتِي
لَاتَّبَعْتَنِي ۝

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام تمہارے سامنے ظاہر ہوں اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرنے لگو تو تم راہ راست سے ہٹ جاؤ گے۔ اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہو کر آجائیں اور میری نبوت کا دور پائیں تو لازماً میری اتباع کریں گے۔

مواہب اللدنیہ میں بعض علماء ائمہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا السلام) کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے، کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۝ بے شک اس نے اپنے رب کی عظیم نشانیاں دیکھیں۔

اس ارشاد کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ نے رب العزت کی ذات مبارکہ کا جلوہ عالم ملکوت میں دیکھا، لہذا آپ مملکت باری تعالیٰ کے دولہا ہیں۔ یعنی کائنات کے سردار اور قطب ہیں اور آپ کائنات کے وہ سلطان ہیں جو حاصل کونین بھی ہیں اور چارہ ساز عالمیان بھی ہیں۔

فصل سیزدہم

عَطِّرْ أَلْفُهِمْ مَجَالِسَنَا بِطِيبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَثَنَاهُ، وَمَنْ
عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهَذَا، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةٌ
وَسَلَامًا نَفْخُلُصْ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝
برادران گرامی!

اگر سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت شرعاً لازم نہ بھی ہوتی، پھر بھی آپ کے حسن و کمال
سے واقفیت رکھنے والا ہر عاقل آپ سے ذوقاً و طبعاً محبت کرتا اور اسے آپ کے فضل و شرف
سے انحراف کا کوئی اندیشہ بھی لاحق نہ ہوتا۔ بشمول اس کے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ
کے لازم کردہ امور میں سے لابدی اور اظہار کیے جانے والے امور میں سے اولین حیثیت
رکھتی ہے۔ بلکہ یہ کسی بھی انسان کے ایمان کی صحت و کاملیت کے لیے (بنیادی) شرط ہے۔
اور یہ محبت ہلاکت سے بچانے والی اور جہنم سے آزاد کروانے والی ہے اور یہ محبت
(مصطفوی) ایمان کی لذت سے آشنائی عطا کر کے رحمن کی رضا بھی دلواتی ہے۔

اور یہ وہ قطب (بنیاد) ہے جس پر دین کے ہر اہم معاملے کا دار و مدار ہے اور یہ وہ
عظیم مرتبہ ہے جس کے حصول کی تمنا کی جاتی ہے۔

اس محبت نبوی (ﷺ) کا کمال ہر کمال کے حصول کے لیے شرط ہے اور یہ سوائے
عظیم المرتبت اشخاص اور کاملین اُمت کے، اوروں کو عطا نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ کمال ایمان
کے لحاظ سے لوگوں کے مختلف مراتب ہیں اور یہ مراتب و مدارج ان کی نبیِ عدنان ﷺ کی
ذات سے کامل محبت کے معیار کے مطابق ہوتے ہیں۔

لہذا جو کوئی ان میں سے رسالت مآب ﷺ کی ذات سے جتنی شدید محبت رکھتا ہے اتنا ہی وہ ایمان و عرفان اور یقین میں مضبوط، کامل اور پختہ ہوتا ہے۔

1- امام بخاری و مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝۱۰

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والدین اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

2- امام بخاری، حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

لَنْ يُؤْمِنَ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ ۝۱۰

ترجمہ: تم میں سے کوئی ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اس کی جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔

3- امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں:

لَا يُؤْمِنُ الرَّجُلُ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ ۝۱۰

ترجمہ: آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اُسے اس کے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

4- امام طبرانی ”معجم کبیر“ اور امام بیہقی ”شعب الایمان“ میں اور ان کے علاوہ دیگر محدثین روایت کرتے ہیں:

صحیح البخاری: ۱۰۱۹، صحیح مسلم: ۱۰۱۹ (طبع کراچی)

۱۰۔ بخاری ص ۹۸ ج ۳: حدیث کا لحاظ درج ذیل ہیں۔ لا وَالِدَیْ نَفْسِیْ بَیْدَہُ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہاں تک کہ میں تمہیں تمہاری جان سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ اس روایت کو مختلف الفاظ سے دیگر محدثین کے علاوہ امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد: اول مسند المکذوبین: رقم ۱۸۱۹۳)

صحیح مسلم: ۱۰۱۹

عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، وإسمه بلال أو ثلیل الانصاری

مرفوعاً،

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ نَفْسِهِ وَأَهْلِي أَحَبَّ
إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ، وَعِزَّتِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ عِزَّتِهِ وَذَانِي أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ
ذَاتِهِ ۝

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ (ان کا نام بلال یا
ثلیل انصاری ہے)

بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُسے اس کی جان سے زیادہ
عزیز نہ ہو جاؤں اور میرے اہل و عیال اُسے اپنے اہل و عیال سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں
اور میری آل اُسے اپنی اولاد سے زیادہ عزیز نہ ہو جائے اور میری ذات اُسے اپنی ذات سے
بڑھ کر محبوب نہ ہو جائے۔

5۔ امام ابو نعیم اصفہانی کی "حلیۃ الاولیاء" میں ہے:

أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِأَبْنِي عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَدِدْتُ أَنِّي رَأَيْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ كُنْتُ تَصْنَعُ مَاذَا؟ فَقَالَ: كُنْتُ وَاللَّهِ
أَوْ مِنْ بِي وَأَقْبَلُهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَلَا أَبْشُرُكَ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: مَا اخْتَلَطَ حَتَّى يَقْلِبَ أَحَدٌ فَاخْتَبِنِي، إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ جَسَدَهُ
عَلَى النَّارِ ۝

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، اے ابو عبد الرحمن امیری تمنا
ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لے شعب الایمان: الجزء الثانی ص: ۱۸۹، مجمع الرواۃ: (۸۸/۱) الخردوس بماثر الخلاب: الجزء الخامس ص: ۱۵۳، رقم:

۷۷۹۶۔ کنز العمال: ج: ۱۲، ص: ۳۳

اگر ایسا ہوتا تو تم کیا کرتے؟ تو اس شخص نے جواب دیا: خدا کی قسم میں ان پر ایمان لاتا اور ان کی جین اقدس پر بوسہ دیتا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے خوشخبری نہ سناؤں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا: میری محبت جس شخص کے دل میں ساگئی اور پھر اُس نے مجھے محبوب جانا، تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، آپ لوگوں کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ وَاللَّهِ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَأِ

ترجمہ: اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ ہمیں ہمارے مال اسباب، اباؤ و اجداء، اور ہماری ماؤں اور سخت پیاس میں ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے۔

6۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: انہوں نے کہا:

مَا كَانَ أَحَدٌ أَخْبَ إِلَيَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا أَخْلُ فِي عَيْنَيَّ مِنْهُ وَمَا كُنْتُ أَطِيقُ أَنْ أَمْلَأَ عَيْنَيَّ مِنْهُ إِلَّا لَأَلَهُ، وَلَوْ قِيلَ لِي صِفُهُ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَصِفُهُ ۝

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھے کوئی عزیز نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں اُن سے بڑھ کر کوئی معزز تھا۔ آپ کے کمال احترام کے پیش نظر میں نے کبھی آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ اب اگر مجھ سے کہا جائے کہ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو تو میں آپ کا سراپا بیان نہیں کر سکوں گا۔

آنحضرت ﷺ کی محبت کی کچھ علامات اور نشانیاں ہیں اور کچھ اس کے شواہد و دلائل ہیں۔

ان میں سے (سرفہرست) یہ ہے کہ آپ کی سنت مبارکہ کی پیروی کی جائے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ پر اس کے احکامات، اور امر و نواہی اور حرام و حلال کے مطابق عمل کیا جائے۔ اور ان علامات میں سے (ایک) یہ ہے کہ آپ ﷺ کے قربت داروں اور اہل بیت اطہار سے کامل وابستگی رکھتے ہوئے دلی محبت کی جائے اور ان کے دابان اقدس کی حفاظت و خدمت کے لیے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لایا جائے۔

7۔ امام دیلمی نے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت نقل کی ہے: امام عالی مقام فرماتے ہیں:

مَنْ أَرَادَ التَّوَسُّلَ إِلَيَّ وَأَنْ تَكُونَ لَهُ عِنْدِي يَدٌ أَشْفَعُ لَهُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلْيَصِلْ أَهْلَ بَيْتِي وَلْيَدْخِلِ السُّورَ عَلَيْهِمْ ۝

ترجمہ: جس شخص نے میرا دامن تمام کرمیری طرف توسل کا ارادہ کیا، تو میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں گا، اُسے چاہیے کہ میرے اہل بیت سے وابستہ رہے اور انہیں خوش رکھے۔

8۔ امام طبرانی ”معجم الاوسط“ میں ان کے بھائی حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کی مرفوع روایت لائے ہیں:

إِلْزُمُوا سَوَادَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ، فَإِنَّهُ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ يَوْمُ ذُنَادِ خَلِ الْجَنَّةِ بِشَفَاعَتِنَا، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَنْفَعُ عَبْدًا عَمَلُهُ إِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا ۝

۱۔ لم اجد في مسند الديلمي۔

۲۔ مجمع الزوائد: (۱۷۲: ۹) مجمع البحرين: ج ۶، رقم: ۲۷۹۹۔

ترجمہ: امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہم اہل بیت رسول کی محبت کو لازمی اختیار کرو، بلاشبہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہماری محبت لے کر حاضر ہوگا وہ ہماری شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، ہمارا حق پہچانے بغیر بندے کا عمل اُسے کوئی نفع نہیں دے گا۔

9۔ ابو شیحہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّنِي وَلَا يُحِبَّنِي حَتَّى يُحِبُّ ذُرِّيَّتِي ۝۱۹

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا، جب تک مجھ سے محبت نہ کرے اور میرا محبت نہیں بن سکتا جب تک میری اولاد سے محبت نہ رکھے۔

10۔ قاضی عیاض اپنی کتاب ”غنیۃ“ میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں:

مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ، وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ حَوَازٍ عَلَى الصِّرَاطِ، وَالْوِلَايَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ أَمَانٌ مِنَ الْعَذَابِ ۝۲۰

ترجمہ: آل محمد (ﷺ) کی معرفت جہنم سے نجات ہے اور آل رسول کی محبت پُل (صراط) سے گزرنے کی سند ہے اور آل رسول علیہ السلام سے عقیدت عذاب سے پناہ (دینے والی) ہے۔

11۔ امام طبرانی اور رافعی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُخَيَّرَ حَيَاتِي وَيَمُوتَ مَمَاتِي يَسْكُنُ حَنَّةَ عَدْنٍ
غُرَسَتْهَا رَبِّي فَلْيُؤَالِ عَلِيًّا مِنْ بَعْدِي، وَلْيُؤَالِ وَلِيَّهُ وَلْيَقْتَدِ بِأَهْلِ بَيْتِي مِنْ
بَعْدِي فَإِنَّهُمْ عِزَّتِي، خُلُقُوا بِنَ طَيْبَتِي، وَزُرُقُوا فَهْمِي، فَوَيْلُ
لِلْمُكَذِّبِينَ بِفَضْلِهِمْ مِنْ أُمَّتِي، الْقَاطِعِينَ فِيهِمْ صِلَتِي، لَا أَنَالَهُمُ اللَّهُ
شَفَاعَتِي ۝

ترجمہ: جس کی تمنا ہو کہ وہ میری حیات (کے مطابق) زندہ رہے اور میری موت (کے مطابق) مرے اور مرے رب کے لگائے ہوئے جنت کے باغ عدن میں مقیم ہو، تو وہ میرے بعد علی سے محبت رکھے اور اس کے جانشین سے محبت رکھے اور میرے بعد میرے اہل بیت کی اقتدا کرے، کیونکہ یہ سب میری اولاد ہیں اور میرے خیر سے پیدا کئے گئے ہیں اور میرے فہم (علم) سے نوازے گئے ہیں۔ ہذاکت ہے میری امت کے ان لوگوں کے لیے جو ان کے فضل و شرف کو جھٹلائیں اور میرے ان سے تعلق قطع کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ ان کو میری شفاعت سے نہیں نوازے گا۔

محبت حبیب اکبر ﷺ کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر خیر بکثرت کیا جائے اور آپ کے عظیم محاسن و مناقب اور جلیل القدر اوصاف حمیدہ کا تذکرہ عام کیا جائے۔

اور آپ کے اوصاف و تبرکات اور متعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لطف اٹھایا جائے اور ذکر نبوی کے فروغ پر اظہار فرحت و مسرت اور شادمانی کی کیفیات کا اعادہ کیا

جائے۔ علاماتِ محبت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر درود و سلام کی کثرت کی جائے اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بارگاہِ رسالت سے والہانہ عشق کے ساتھ بجالایا جائے۔ اور درود و سلام سے متعلق فوائدِ عظیمہ اور ظاہری اجر و ثواب سے بھی اضافی طور پر بہرہ یاب ہوا جائے۔

12۔ ابنِ وداعہ، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں:

اَكثِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ عَلَى فَاثَنَاهَا نُورٌ فِي الْقَبْرِ وَنُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَنُورٌ فِي الْجَنَّةِ ۝

ترجمہ: مجھ پر کثرت سے درود بھیجنا اچھے شک یہ قبر، پل صراط اور جنت کا نور ہے۔

13۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا:

الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مُنْحَقٌ لِلذُّنُوبِ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ لِلنَّارِ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ أَفْضَلُ مِنْ عَنَقٍ ۝

ترجمہ: نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا گناہوں کو ایسے مٹاتا ہے کہ ٹھنڈا پانی بھی آگ کو اتنی تیزی سے نہیں بجھاتا۔ اور آپ پر درود پڑھنا غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

حضرت امام غزالی، شیخ بزرگ ابوالصبر ایوب عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں، کہ انہوں نے اپنی سند سے حضرت خضر والیاس علیہما السلام کی روایت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیان کی:

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّلَاةَ تُنْصِرُ الْقَلْبَ وَتُنَوِّرُهُ وَتُطَهِّرُهُ مِنَ النِّفَاقِ، كَمَا يُطَهِّرُ الشَّيْءُ بِالْمَاءِ، وَإِنْ مِنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ فَقَدْ فَتَحَ عَلَى نَفْسِهِ

سُبْعِينَ نَبَاً مِنَ الرَّحْمَةِ، وَإِنَّ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ سَمِعَ مَرَاتِ أَحَبِّهِ اللَّهُ
تعالیٰ ۱۵۔

ترجمہ: بے شک درود شریف دل کو تروتازہ رکھتا ہے اور دل کو منافقت سے اس طرح پاک اور
روشن کر دیتا ہے جیسے کوئی چیز پانی سے دھل کر صاف ہو جاتی ہے۔ بے شک جس شخص نے
”اللہم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ“ کہا، اس نے اپنی ذات پر رحمت کے ستر دروازے کھول
دیئے اور جس نے سات بار درود پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوست رکھتا ہے۔

حضور علیہ السلام پر درود پڑھنے کے بارے میں روایات میں آیا ہے:

کہ درود غم کو مٹاتا ہے۔ پریشانیوں کو دور کرتا ہے اور بلاؤں کو نکالتا ہے اور حاجات کو
پورا کرتا ہے اور رزق کو بڑھاتا ہے اور درود پڑھنے والے کو بارگاہ الہیہ سے ایک خاص قسم کی
کشش عطا ہوتی ہے۔ درود سے درجات بلند ہوتے ہیں اور نیکیاں بڑھ جاتی ہیں، گناہ اور
خطائیں مٹ جاتی ہیں اور رب کائنات کا قرب زیادہ حاصل ہو جاتا ہے۔

اس کے فوائد و ثمرات میں سے یہ بھی ہے کہ کثرت سے درود بھیجنے والے کو حضور
علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کا شرف خواب اور بیداری میں حاصل ہونے لگتا ہے اور درود
پڑھنے والا قربت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اس درجہ پر فائز ہو جاتا ہے
کہ حسب خواہش آپ ﷺ کے دیدار سے مشرف ہونے لگتا ہے اور آپ ﷺ سے جو چاہتا
ہے پوچھتا ہے اور جواب بھی دیتا ہے۔

درود شریف ایک ایسے طالب صادق کے لیے جسے راہ خدا کا رہبر و مرشد ظاہری
طور پر میسر نہ ہو سلوک الی اللہ کی میٹھی اور زینے کا کام دیتا ہے۔

اور درود شریف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رب تعالیٰ کی عنایات قدسیہ کے نزول و درود
کا بہترین سبب اور ذریعہ ہے۔

دروود شریف اپنے شاغل و عامل اور کثرت رکھنے والے کو مستغنی کر دیتا ہے یہاں تک کہ اس کا مزاج درود کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور کھانا پینا وغیرہ اُسے درود پر ہنسنے میں مانع نہیں ہوتا اور وہ دنیا کی تمام لذتوں اور آسائشوں سے زیادہ درود شریف میں لذت و لطف پاتا ہے۔ درود شریف کے فوائد و برکات لا تعداد و بے شمار ہیں اور یہ اتنے کثیر ہیں کہ ان کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں ہے۔



اختتامی دعاء

عَظِرَ اللَّهُمَّ مَجَالِسَنَا بِطَيْبِ ذِكْرِ حَبِيبِ اللَّهِ الْأَعْظَمِ وَثَنَاهُ، وَمَنْ
عَلَيْنَا بِسُلُوكِ سَبِيلِهِ وَهُدَاهُ، وَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ صَلَاةً
وَسَلَامًا نَتَخَلَّصُ بِهِمَا مِنْ مَحَنِ الْوَقْتِ وَأَهْوَالِهِ ۝
میرے بھائیو!

خالق ارض و سماء کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ دعا کے لیے اٹھاؤ! اور اس کی بارگاہ عالی
میں اس شان والے نبی ﷺ کو وسیلہ بناؤ۔ کیونکہ بلاشبہ اس پیارے کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے
ہاں بہت بلند ہے۔

اور یوں کہو!

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّكَ وَمُصْطَفَاكَ وَحَبِيبِكَ وَمُحَبِّبِكَ
وَأَمِينِكَ وَمُنْتَقَاكَ، وَسَلِّمْ تَسْلِيمًا كَذَاكَ ۝

ترجمہ: اے اللہ درود بھیج اپنے نبی پر، اور اپنے انتخاب پر اور اپنے حبیب پر اور اپنے پختے
ہوئے پر اور اپنے امین پر اور اپنے لاڈلے پر اور ایسے ہی ان پر خوب خوب سلام بھیج۔

اے اللہ! ہمیں ان میں سے بنا جنہوں نے تیری توفیق سے نبی اکرم ﷺ کی
تصدیق کی اور تیری عنایت سے ان کی پیروی کی اور ان کی خدمت کا جیسا حق تھا اس کی
ادائیگی کے لیے کوشاں رہے۔

اور ان کے نقش قدم اور سنت پر چلنے کی برکت سے اپنے ہر مدعا کو پالیا۔

(اے اللہ!) اپنے فضل سے ہمیں نبی اکرم ﷺ کے طریقے پر موت دینا اور اپنی

رحمت سے آپ ہی کے غلاموں میں ہمارا حشر فرمانا آمین۔

اے اللہ! تو وہ اول ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا اور تو وہ آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ بھی نہیں ہے۔

ہم بُرولی، بے بسی، اور سُستی سے اور فقیر، فقر و غنا اور موت و حیات اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں ان (لوگوں) میں سے بنا جو تجھ پر ایمان لائے اور تو نے انہیں ہدایت دی اور جنہوں نے تیری ذات پر توکل کیا اور تو نے ان کی کفالت فرمائی۔

اور جنہوں نے تجھ سے مانگا اور تو نے انہیں عطا کر دیا۔

اور ہر مصیبت اور تکلیف سے تو نے انہیں بچایا۔

اے اللہ! ہر چیز کے رب، اے ہر چیز کے مالک! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں، کہ تو ہمیں نفع دینے والا علم اور وسعت والا رزق اور تڑپنے والا دل اور چمکنے والا نور اور خالص و کامل ایمان اور پاکیزہ و نیک عمل عطا فرما! آمین۔

اور تو ہمیں مخلصین جیسا ذوقِ ارزانی فرما اور اہل حضور جیسا خشوع دے اور صدیقین کا سا یقین دے اور صادقین جیسی امید دے اور متقین کی سعادت اور کامیاب لوگوں والے درجات ہمیں نصیب فرما! آمین۔

اور (اے اللہ) تو ہماری زندگی میں نورانیت عطا فرما اور ہماری موت میں نورانیت دے اور ہماری قبروں میں نور دے اور روزِ محشر ہمیں نور دے اور ہمیں وہ نور عطا فرما جس سے ہم تیرا وصل حاصل کر سکیں اور وہ نور دے جس کے ذریعے ہم تیرے قریب ہو سکیں۔ آمین۔

اے اللہ! ہمیں حق کی طرف ہدایت فرما اور ہمیں حق والوں میں سے کر دے اور

اس میں ہماری تائید و حمایت فرما اور حق سے روگردانی اور گریز کرنے والے ہر شخص پر ہمیں غلبہ عطا فرما اور ہمیں زمانے کے مصائب سے محفوظ فرما اور حاکم کے تسلط سے محفوظ رکھ، اور شیطان کے وسوسے اور جن و انس کے شر سے پناہ دے۔ آمین۔

اے اللہ ہمارے لیے حصول معاش کے ذرائع کافی فرما دے اور ہمیں بے حساب رزق عنایت فرما آمین۔

اے اللہ! ہمیں اپنی ذاتی و صفاتی محبت سے معمور کر دے اور ہمیں اپنے انوار معرفت سے چمکا دے۔

اور ہمیں اپنی توحید کے سمندروں میں غوطہ زن کر دے اور ہم پر اپنے جلوؤں کے ذریعے احسان فرما

اور ہمارے دلوں کو اپنی بارگاہ سے وابستہ کر دے۔ یہاں تک کہ ہمیں تیرے سوا کچھ دکھائی نہ دے اور تیرے سوا کسی سے ہمارا واسطہ نہ رہے۔ آمین۔

اے اللہ! ہم نفرت کے اسباب سے تیری پناہ چاہتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ صاحب وقت (قطب عصر) کے دل کو ہم پر مہربان کر دے اور اس کے ساتھیوں کو بھی۔ یا جو قطاب و اولیاء اور افراد و اصفیاء متقدمین و متاخرین میں سے ہیں خصوصاً ہماری طرف مسرتوں بھری توجہات فرمانے والے، وہ جو اس خطہ مغرب میں ہم پر اللہ کے عظیم ترین احسانات میں سے ایک احسان ہیں۔ نوازشات و عنایات والے اور لطافت مآب حضرت سیدنا و مولانا محمد ادریس، اللہ تعالیٰ ہمیں تادیر ان کے سایہ عاطفت میں رکھے اور ہمیں ان کے جوہد کرم اور مہربانی سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔

اور اللہ ان کے درجات و انوار اور قرب میں اضافہ فرمائے اور اپنے احسانات و عنایات کو ہم پر اور ان کی ذات پر جاری و ساری رکھے۔

اور آپ کے گروہ سے تعلق رکھنے والے ہر شخص پر اور ہمارے نبی علیہ السلام کے اہل بیت پر اور ہمارے سب علماء پر اور ہمارے محسنوں اور مہربانوں پر اور ہر اُس شخص پر جسے ہم اپنا ہم مشرب سمجھتے ہیں۔

اے اللہ! ہماری حیات کا خاتمہ بالخیر فرما! اور ہماری آخرت کو اُمید (نجات) سے متحقق کر دے۔

اور ہمارے لیے اپنی رضا و خوشنودی کا راستہ آسان فرما دے۔ اور ہمارے اعمال کو ہر حال میں بہتر کر دے۔ آمین۔

اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہمارے والدین، ہمارے مشائخ اور رشتہ دار اور اہل وطن کو بخش دے۔

اور ہمارے حاضر و غیر حاضر بھائیوں کی بخشش فرما دے۔ آمین۔ اور ان کے والدین، عزیز و اقارب اور تمام مسلمانوں کو مجموعی طور پر بخش دے۔ آمین۔

اے اللہ! احکام اور سرکاری عہدہ داروں کو اس کام کی توفیق دے جس میں مسلمانوں کی فلاح اور بھلائی ہو۔ اور ان کے دلوں کو رعایا کے لیے نرم کر دے۔ اور انہیں ہر اس عمل سے روک دے جس سے عوام کو تکلیف اور ضرر کا اندیشہ ہو۔

اے اللہ! آج اس مقام پر ہمارا کوئی گناہ بغیر بخشش کیے باقی نہ چھوڑ اور نہ ہی کوئی ایسا غم (چھوڑ) جو خوشی میں تبدیل نہ ہو جائے۔

اور کوئی ایسا صدمہ نہ ہو جسے تو دور نہ کر دے۔

اور کوئی ایسا رنج نہ ہو جسے تو راحت نہ بنا دے۔

اور ایسا قرض نہ ہو جسے تو ادا نہ کروا دے۔ اور کوئی دشمن نہ رہے جس کے مقابلے

میں تو کافی نہ ہو۔

اور کوئی گرائی ایسی نہ ہو جسے تو بہکانہ کر دے۔

اور کوئی عیب ایسا نہ رہے جس کو تو ٹھیک نہ کر دے۔ اور کوئی مریض ایسا نہ رہے جسے تو شفاء عطا نہ کر دے۔

اور کوئی گم شدہ ایسا نہ ہو جسے تو واپس (گھر) نہ لوٹا دے۔ اور کوئی دوستی ایسی نہ ہو جسے تو درست نہ فرما دے۔

اور دین و دنیا کی کوئی ایسی نعمت جس میں تیری رضا ہو اور ہماری بہتری ہو ایسی نہ رہے کہ تو ہمیں نہ نوازا دے۔

ہماری محفل کا اختتام ہر بھلائی اور خیر کے ساتھ فرما دے۔

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. آمین۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَآمَامِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى

آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۝

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝



حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

جس شخص نے میلا والنبی ﷺ کے لیے اپنے (مسلمان) بھائیوں کو اگٹھا کیا اور کھانے سے ان کی ضیافت کی اور مکان کو معطر کیا اور حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اور مولود خوانی کا باعث بنا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے صدیقین، شہداء اور اولیاء کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ شخص جنت نعیم میں داخل ہوگا۔

حضرت سُرّی سَقَطی رحمۃ اللہ علیہ (مرشد حضرت حنیہ بخاری) کا ارشاد ہے:

جس شخص نے اس مقام پر حاضری کا ارادہ کیا جہاں میلا دشریف ہو رہا ہو، بے شک اس نے جنت کے باغات میں سے ایک باغ کا ارادہ کیا۔ کیونکہ اس نے یہ عمل فقط اس محبت (ونسبت) کے باعث کیا جو اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہے۔



For More Books Click
On Ghulam Safdar
Muhammadi Saiifi

مجموعہ حمد و نعت

ثناء کا موسم

حضرت علامہ محمد شہزاد مجتہد دی سیفی

کا

دوسرا مجموعہ کلام

دارالخلاص

لاہور کے زیر اہتمام

عنقریب

شائع ہو رہا ہے